فہرست مضامین

	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
1	اداریہ	ادارہ	1
2	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تعلیم وتربیت	مفتی اویس ارشاد	2
3	ہم رمضان کیسے گزاریں؟	مفتی محمد تقی عثمانی	5
4	سیدنا علی شیر خدا	عتیق الرحمان	7
5	سیدہ خدیجہ کا مقام ومرتبہ	گل اکرام ہزاروی	9
6	محبت کی انوکھی داستان	فیضان شہزاد محب	11
7	یوم پاکستان اور تجدید عہد	مولانا حسان شاہ	13
8	نقیب طلبہ کی پکار	ایڈیٹر	14
9	نئے فضلاء کرام سے چند باتیں	رانا محمد ذیشان	16
10	سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا	بنت عبدالرحمان	18
11	سیدہ فاطمہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت	بنت عبدالغفار	20
12	شان علی رضی اللہ عنہ بزبان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	عبدالرؤف چودھری	21
13	اور کارواں بنتا گیا!!	ادارہ	22
14	ہمارا نوجوان	سفیان علی فاروقی	26

سرکولیشن مینیجر عمر فاروق

قیمت فی شمارہ
-/60 روپے صرف

naqeebetalaba.isb@gmail.com

+92 311 4233952

@Naqeeb_tulaba

Disigned by: Shakir Online Designing Shop

علمی، فکری اور نظریاتی جدوجہد کا امین

نقیبِ طلبہ
اسلام آباد

News Letter

MSO

جلد نمبر 16 مارچ، اپریل 2023 شمارہ نمبر 2

چیف ایڈیٹر
میاں محمود الحسن

ایڈیٹر
عبدالرؤف چوہدری

مجلسِ مشاورت

مولانا جہان یعقوب
(ایڈیٹر اخبار المدارس کراچی)

مولانا عبدالقدوس محمدی
(مذہبی سکالر)

سمیع ابراہیم
سینیئر اینکر پرسن و پریزیڈنٹ بول نیوز

رانا طاہر محمود
سینیئر تجزیہ نگار، سابق ایڈیٹر اے آر وائی

عبداللہ حمید گل

متین خالد
(مصنف و مؤلف)

عبدالستار اعوان
(صحافی و کالم نویس)

عظمت علی رحمانی
(کالم نگار و صحافی)

خاور چوہدری
(کالم نگار)

فیصل جاوید خان
(صحافی)

مولانا عبدالرازق

عبدالباسط غفران

مجلسِ ادارت

شہزاد احمد عباسی
دانش مراد
مولانا محمد احمد معاویہ
مفتی تنویر احمد اعوان

قانونی مشیر

ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نیاز اللہ خان نیازی
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

درس قرآن

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن
کریم نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے
سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں
کا حامل ہے جو صحیح راستہ دکھاتی اور حق
و باطل کے درمیان دوٹوک فیصلہ کر
دیتی ہیں لہذا تم میں سے جو شخص بھی
یہ مہینہ پائے، وہ اس میں ضرور
روزے رکھے۔ (البقرہ-185)

درس حدیث

جس آدمی نے ایمان کے ساتھ اور
طلب ثواب کی خاطر روزہ رکھا تو اس
کے تمام وہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں
جو اس سے پہلے کیے تھے، اور جو شخص
رمضان میں کھڑا ہوا ایمان کے ساتھ
اور طلب ثواب کی خاطر تو اس کے وہ
تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں جو اس
نے اس سے پہلے کیے تھے۔
(مشکوۃ)

نعت رسول مقبول ﷺ

جس طرح ملتے ہیں لب، نام محمد کے سبب
کاش ہم مل جائیں سب، نام محمد کے سبب
تھا کہاں پہلے ہمیں حفظ مراتب کا لحاظ
ہم نے سیکھا ہے ادب، نام محمد کے سبب
جب لیا نام نبی، حاصل ہوا کیف وسرور
مٹ گیا رنج و تعب، نام محمد کے سبب
ایک ہی صف میں کھڑے ہیں بندہ وآقا یہاں
مٹ گئی تفریق سب، نام محمد کے سبب
جبر کے پنجے میں جکڑے جاں بلب انسان کو
آگیا جینے کا ڈھب، نام محمد کے سبب
بوذرؓ وسلمانؓ ہوں یا مصعبؓ وعثمانؓ ہوں
ایک ہیں پرواز سب، نام محمد کے سبب

محمد یعقوب پرواز

شان علی المرتضی رضی اللہ عنہ

زمین سے عرش تک مہکا ہوا ہے لاشعور اس کا
فرشتوں کی عبادت سے مقدس ہے شعور اس کا
شجاعت کی لکھی جائے گی جب تاریخ دنیا میں
تو سب ناموں سے پہلے نام آئے گا اس کا
شہادت چومتی ہے جب کسی غازی کی آنکھوں کو
نظر آتا ہے لہراتا ہوا بے خوف نور اس کا
کہی تھی میں نے اس کی منقبت عرصہ ہوا لیکن
ابھی تک تیرتا پھرتا ہے آنکھوں میں سرور اس کا
نگاہوں میں اڈ آتی ہے محبت کی خوشی انجم
لبوں پہ نام جب لاتے تھے محفل میں حضور اس کا

انجم نیازی

یوم پاکستان، رمضان اور ہم۔۔۔۔۔!

ایم ایس او ایم ایس او

دنیا میں دو ممالک ایسے ہیں جو نظریاتی بنیادوں پر وجود میں آئے، ان میں پہلا پاکستان اور دوسرا اسرائیل ہے، اسرائیل کے قیام کے لئے دنیا بھر کے یہودیوں نے تقریبا سو سال جدوجہد کی، اسی طرح 1857 کی جنگ آزادی سے قیام پاکستان تک بھی ایک صدی کا عرصہ بنتا ہے۔ یہ ارض مقدس کلمہ طیبہ کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی، لاکھوں مسلمانوں نے خاک وخون میں تڑپ کر اس گلشن کو سینچا تھا، مگر افسوس کہ آج نسل نو نہ نظریہ پاکستان سے واقف ہے اور نہ ہی اس کے قیام کی اسلامی تاریخ سے، یاد رکھیے! وہ قومیں بہت جلد مٹ جاتی ہیں جو اپنی اقدار اور تاریخ سے نابلد ہوتی ہیں، ہر سال 23 مارچ اور 14 اگست کے موقع پر جھنڈیوں اور قمقموں سے سارا ملک سجایا جاتا ہے، اچھے بھلے نوجوان وطن کی محبت کے نام پر کارٹون بن کر حق آزادی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ دراصل الحاد پسندوں نے جدیدیت اور روشن خیالی کے نام پر ہماری نسل کو نظریہ پاکستان سے دور کر دیا ہے، آپ ذرا کسی پڑھے لکھے نوجوان کو یہ کہہ کر دیکھیے کہ ہمارا یوم آزادی 27 رمضان المبارک ہے، وہ متجسس نگاہوں سے یوں دیکھے گا کہ جیسے کہہ رہا ہو کہ میاں ٹھیک تو ہونا۔۔۔؟ حالانکہ رمضان اور پاکستان کا چولی دامن کا جوڑ ہے۔ رمضان میں پاکستان کا معرض وجود میں آنا اس جانب اشارہ تھا کہ یہ ملک کلمہ اور قرآن کے نام پر بنا ہے، لہذا یہاں نظام بھی کلمہ اور قرآن والا ہوگا۔ 1973 کے آئین میں اس امر کی باقاعدہ وضاحت کی گئی ہے کہ اس ملک میں کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بن سکتا، جہاں ضرورت ہوگی قرآن وسنت کے مطابق ترمیم کی جائے گی۔ مگر اصل مسئلہ قانون کی عمل داری کا ہے، اس حوالے سے ہمارے ہاں نہایت کمزوری پائی جاتی ہے۔ یوم پاکستان کے اس موقع پر ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ ہم نظریہ پاکستان کی آبیاری اور اس کے عملی نفاذ کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔ طلبہ برادری کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد دلائیں گے۔ قومی شعور بیدار کرنے کے لیے ہمیں اپنا تعلیمی نظام بہتر بنانا ہوگا۔ اتفاق سے اس مرتبہ یوم پاکستان سے رمضان المبارک کا آغاز ہو رہا ہے، جو ایک نیک شگون ہے۔ عزیز طلباء اور محترم قارئین! رمضان اور پاکستان دونوں ہمارے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں، ہمیں دونوں کی قدر کرنا ہوگی، پاکستان دنیا کے نقشے پر واحد اسلامی ملک ہے جسے ایٹمی طاقت ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

چار موسم ہونے کی وجہ سے یہاں کی فضاء نہایت سازگار اور معتدل ہے۔ یہاں کے زرعی رقبے اور نہری نظام کو دیکھ کر دنیا للچائی ہوئی نگاہوں سے پاکستان کو دیکھا کرتی تھی، مگر بدنصیبی کہیے یا بدانتظامی، کہ بہت تیزی سے یہاں کے زرعی رقبے کو سوسائٹیوں میں بدلا جا رہا ہے۔ اگر اس کا بروقت ادراک نہ کیا گیا تو چند سالوں کے بعد ہم سبزی کے لئے بھی کشکول لیے پھریں گے۔ محب وطن طبقے کو اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ اس وقت ہمارا پیارا وطن شدید معاشی بحران کا شکار ہے، ہر گزرتے دن کے ساتھ دل دھک دھک کرتا ہے کہ پتا نہیں کل کیا ہوگا۔ سری لنکا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اس لیے تمام طبقات کو پنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ رمضان المبارک اللہ تعالی کی خاص رحمتوں کے نزول کا مہینہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رجب المرجب کا چاند دیکھ کر یہ دعا کثرت سے پڑھتے تھے: **"اللهم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان"** اے اللہ ہمارے لئے رجب المرجب اور شعبان المعظم کو مبارک فرما اور ہمیں رمضان المبارک نصیب فرما۔

لہذا موجودہ حالات میں ہم کثرت سے اس دعا کا اہتمام کریں۔ اپنی محافل ومجالس میں فضائل رمضان المبارک کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک کی عبادات بھی نوجوانوں کو بتائیں۔ رمضان میں قرآن کریم سے جڑ جائیں۔ ہمارے اسلاف رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کریم کا نہایت اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت شیخ الہند، حضرت مدنی، حضرت لاہوری، حضرت تھانوی اور شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہم اللہ جیسے اکابرین آمد رمضان المبارک کے بعد دیگر معمولات محدود کر کے تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب فضائل رمضان میں لکھتے ہیں کہ تحدیث بالنعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ میرے گھر کی خواتین امور خانہ داری کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک میں روزانہ پندرہ سے بیس پارے بلا تکلف پڑھ لیتی ہیں۔ آج کل موبائل کی وبا نے ہمیں بہت سی (بقیہ آخری صفحہ پر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تعلیم و تربیت

مفتی اویس ارشاد کبیر والا

تعلیم وتربیت بہترین انسان بنانے میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ایک کامل معلم فسق وفجور کی پاتال میں گرے انسان کو شرافت واطاعت کی ثریا تک پہنچا سکتا ہے۔تاریخ ایسے لاکھوں لوگوں کی سوانح سے مزین ہے جن کی ابتدا انسانیت کے لیے عار تھی ،مگر بہترین تربیت نے انہیں انسانیت کا فخر بنادیا۔ انسان کو اُس کے مقصد تخلیق کے مطابق طرزِ حیات اپنانے پر آمادہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تعلیم وتربیت کو بطورِ کلیدی عناصر منتخب فرمایا۔انبیاء کرام علیہم السلام انسانیت کے اساتذہ بنا کر مبعوث فرمائے، بلکہ سب سے پہلے انسان کو معلم بنایا، جبکہ خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تا قیامت آنے والی انسانیت کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری دے کر کائنات کا سب سے عظیم استاذ قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری انسانیت کی تربیت، تزکیہ، انہیں کتاب ہدایت کے الفاظ وحِکمتوں کی تعلیم دینے کے لیے ہوئی۔ لامتناہی عجائب وحِکم کی حامل کتاب کی تعلیم دینے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کامل ترین انسان کا مبارک انتخاب اسی لیے ہوا کہ آپ کی اپنی شخصیت سراپا قرآن ہے،تعلیم وتربیت کے بہترین طریقوں سے نہ صِرف واقف، بلکہ ہر شعبہ کی مانند اِس میں بھی بہترین اُسوہ اور مقتداء ہیں۔

جاہلیت کے دور سے موسوم زمانہ دنیا کا سب سے بہترین زمانہ کیونکر بن گیا،شرک کا رسیا معاشرہ توحید کا سب سے بڑا علمبردار کیسے بنا،ازلی نفرتیں، دائمی محبتوں میں کیسے بدل گئیں،بدترین اخلاقی گراوٹ کا شکار سماج،اخلاق کے اعلیٰ ترین رویوں کے لیے قابلِ رشک کیوں بن گیا؟جواب ہے: معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین طریقہ تعلیم وتربیت۔

تعلیم وتربیت کے انتہائی مؤثر بنانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق مبارکہ کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔صحابہ کرامؓ کا پروانوں کی طرح جمع ہونا، ایمان میں انتہائی مضبوط ہونا،تمام امت میں فوقیت حاصل کرنا،آپ کا نرم خوئی، شفقت ومحبت سے تعلیم دینے اورتربیت کرنے کا مرہون منت ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ ان کے لیے نرم خو ہیں۔درشت طبع تربیت سے ان فوائد کا حصول ناممکن تھا۔قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ اگر آپ سخت طبع ہوتے تو وہ آپ سے دور ہوجاتے۔

نرم خوئی سے کی گئی تربیت کا ایک نمونہ ملاحظہ کیجیے!ایک دیہاتی فرماتے ہیں ؛ایک صاحب نماز میں چھینکے، میں نے کہا: یرحمک اللہ۔لوگ مجھے گھورنے لگے، میں نماز ہی میں بولا: مجھے کیوں گھورے جارہے ہو؟ لوگ ہاتھ اپنی رانوں پہ مار کر مجھے چپ کرانے لگے۔نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا، اللہ کی قسم آپ سے اچھا استاذ آج تک نہیں دیکھا، نہ مجھے گھورا، نہ سخت سست کہا، بلکہ فرمایا:نماز کے دوران عامیانہ گفتگو نہیں کرنی چاہیے، نماز میں تسبیح، تکبیر،لا الہ الا اللہ پڑھا جاتا ہے، قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔

جن ناروا مطالبات سے عام

اساتذہ کو ناگواری ہوتی ہے، شاگرد کو بھگا دیتے ہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ کی طبیعت اُس سے منقبض نہیں ہوتی تھی، پیار و محبت سے سمجھاتے، ایک نوجوان نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجیے۔ لوگ ڈانٹنے لگے، اسے دور بھگانے کی کوشش کی۔ مگر اِس نازیبا ترین مطالبہ کے باوجود آپ ﷺ غضبناک نہیں ہوئے، اسے قریب بلایا، پوچھا: اچھا یہ بتاؤ! کیا تم اپنی والدہ، بیٹی، بہن، پھوپھو، خالہ کے حق میں بدکاری پسند کرتے ہو؟ دیہاتی بولا: ہرگز نہیں۔ فرمایا: لوگ بھی اپنی خواتین کے لیے ایسا پسند نہیں کرتے۔ نرمی سے دل لگتی دلیل کے ذریعہ سمجھا کر دست مبارک اُس پر رکھا اور اُس کے لیے پاکدامنی کی دعا کی۔ نوجوان نرم انداز سے ایسا رام ہوا کہ غیر خاتون کی طرف کبھی دیکھا ہی نہیں۔

کسی سے نادانی کی وجہ سے غلطی سرزد ہونے پر اسے سزا دے کر اسے متنفر کرنے کی بجائے، ایسی پیار سے دلنشین تربیت فرماتے کہ وہ قدموں میں پڑ جاتا۔ ایک دیہاتی مسجد نبوی میں قضائے حاجت کرنے لگا، لوگ دیکھتے ہی اُس کے پیچھے مارنے کو دوڑے۔ آپ ﷺ نے انہیں روک کر فرمایا: اسے پیشاب کرنے دو، تم لوگ آسانی کرنے والے بنائے گئے ہو، تنگی کرنے والے نہیں۔ اُس کی فراغت کے بعد اُس جگہ پانی بہا دیا گیا۔ دیہاتی اور مارنے کو دوڑنے والوں کی کیسی خوبصورت تربیت کی، کیسی شاندار تعلیم دی۔ یہ آپ کا عمومی مزاج تھا۔ دراصل آپ انسانی نفسیات کے ماہر تھے، لوگوں کے مزاج شناس تھے، اُن کی نفسیات خوب جانتے تھے، کون کیسے سمجھتا ہے اچھی طرح جانتے تھے۔

آپ کی معلمی کا اہم وصف یہ ہے کہ افہام و تفہیم پر کامل دسترس تھی۔ عام فہم گفتگو ٹھہر ٹھہر کر فرماتے، زیادہ اہم بات تین بار دوہراتے تاکہ ذہن نشین ہو جائے۔ جب بھی مناسب موقع دیکھتے، صحابہ کرام کو تعلیم دیتے تھے، بعض اوقات رات کے اوقات میں بھی تعلیم دی، تاہم تلامذہ کی بشاشیت ملحوظ رکھتے، جب اُن کے ہشاش نہ ہونے کا اندیشہ ہوتا، تعلیم نہیں دیتے تھے۔ اسی لیے بہت زیادہ تعلیمی بوجھ نہیں ڈالتے تھے، کہیں اکتا نہ جائیں۔ صحابہؓ نے روزانہ وعظ کرنے کی درخواست کی، آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔ سفر، حضر، مسجد، گھر جہاں بھی ضرورت محسوس فرماتے، صحابہ کرام کو تعلیم دیتے۔ بوقت ضرورت اپنی گفتگو کو مثالوں سے مزین فرماتے، ایک مرا ہوا بکری کا بچہ دیکھ کر پوچھا: کوئی اسے ایک درہم میں خرید لے گا؟ صحابہؓ نے انکار کیا۔ اِس پر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نظر میں دُنیا کی وقعت اس کے برابر بھی نہیں۔ ایک بار دُنیا کی زندگی کو راہ چلتے مسافر کے راستہ میں آنے والے درخت سے تشبیہ دی، جس کے سایہ میں چند لمحات مسافر ستا لیتا ہے، پھر اپنی راہ لیتا ہے۔ معمولی واقعات کے ذریعہ اہم نتائج مستنبط فرما کر صحابہ کرام کو ذہن نشین کراتے؛ ایک بار خاتون کو دیکھا جو آگ پر کھانا بناتے ہوئے بچہ کو آگ سے دور ہٹا رہی تھی۔ صحابہؓ سے پوچھا: کیا یہ ماں بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ بندوں پر اِس ماں سے بھی زیادہ مہربان ہیں، تاہم بندے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اہم گفتگو کے لیے صحابہ کرام کی اضافی توجہ مبذول کراتے، انہیں متیقظ کرنے کے لیے استفہامیہ انداز بھی اختیار فرماتے۔ بعض مہتم بالشان امور کی تعلیم سے پہلے صحابہ کرام کو بار بار فرماتے: سنو، سُنو، سُنو۔

آپ کا درس صرف زبان مبارک سے ہی نہیں، ہاتھ اور سر مبارک کے اشاروں سے بھی مزین ہوتا۔ بہت سے احکام سکھاتے ہوئے آپ ﷺ نے گفتگو کے ساتھ ہاتھ کے اشارے بھی استعمال کیے۔

تلامذہ عظام کے مفید سوالات پر خوش ہوتے۔ دیہاتی، آداب سے ناواقف اجنبی لوگوں کے نازیبا طریقے سے سوال پر بھی اُکتاتے نہیں تھے، بلکہ انہماک سے سُن کر تواضع سے جواب دیتے۔ تعلیم دیتے ہوئے ہمہ تن مخاطب کی طرف متوجہ رہتے، صرف سر مبارک سے توجہ کرنے پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ بدن

مبارک کا رخ ہی اُس کی طرف کرلیا کرتے تھے۔ جب تک سائل مطمئن نہ ہوجاتا، اُس کی گفتگو مکمل نہ ہوتی، آپ اُسی کی طرف ملتفت رہتے۔ شاگرد کسی بات کے دوہرانے کی درخواست کرتے، فوراً دوہرا دیتے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کو ایک بار فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا، اُس کے لیے جنت واجب ہے۔ سن کر حضرت ابوسعید نے یہ بات دوبارہ دوہرانے کی درخواست کی، آپ ﷺ نے یہ بات دوبارہ ارشاد فرمادی۔

آپ کی تعلیم ایسی موثر ہوتی کہ اِس دوران طلباء ہمہ تن گوش رہتے، اِس انہماک سے آپ ﷺ کی گفتگو سنتے کہ لفظ لفظ اپنے میں انڈیل رہے ہوتے۔ آپ ﷺ کے درس کے دوران تلامذہ کرام کے تیقظ کا یہ عالم، ایسا لگتا گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، ذرا سا سر ہلانے سے اڑ جائیں گے۔

آپ کی تعلیم وتربیت کا محور چند مخصوص لوگ نہیں تھے، بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ گھر والوں، رشتہ داروں، دوست احباب سے لے کر اجنبی لوگ، مرد وخواتین، بچے، جوان اور بوڑھے سب کے سب آپ کی تعلیمی وتربیتی جدوجہد کا مصرف تھے، ہر ایک طبقہ سے اُن کی نفسیات ومزاج کے مطابق گفتگو فرماتے، انہیں سکھانے کی کوشش کرتے۔

طلباء کرام کی تشریف آوری پر اُن سے احوال پوچھتے، تعارف معلوم کرتے، انہیں عزت واحترام سے نوازتے، اُن کا خیر مقدم کرتے، ان کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرتے، اُن کی عزت نفس کا خیال رکھتے۔ صحابہ کرام کو اُن کے خیر مقدم کا حکم دیتے۔ ایک بار وفد آیا، قبیلہ پوچھا: کہا: بنو عامر سے، فرمایا: مرحبا، بنو عامر تو مجھ سے ہیں۔ تلامذہ کی اِس طرح کی دلجوئی فرماتے۔

طلباء کرام کو نام لے کر، کنیت ذکر کرکے یا مختلف اچھے القاب کے ذریعہ پکارتے۔ آپ ﷺ جیسی عظیم المرتبت شخصیت کے ایسے اپنائیت بھرے انداز سے صحابہ کرام میں مسرتوں کی لہریں دوڑ جاتیں۔ بعض مرتبہ تعلیم کے دوران صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر انہیں احکام کی تعلیم دیتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اِس انداز سے تشہد کی تعلیم دی، حضرت ابومحذورہؓ کے سر پر ہاتھ مبارک رکھ انہیں اذان سکھلائی۔

اپنے شاگردوں کو مقبول ومستجاب دعاؤں سے نوازنا آپ ﷺ کے معلمانہ طرزِ عمل کا اہم حصہ ہے۔ طلباء کو تعلیم دینے کے ساتھ، اُن میں علمی صلاحیت واستعداد کی دعائیں فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت معاویہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت انسؓ اور دیگر بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے آپ ﷺ نے دعائیں فرمائیں۔

آپ کا طریقہ تعلیم زبان والفاظ کے ساتھ عملی نوعیت کا بھی تھا۔ جن امور کی اپنی گفتگو کے ذریعہ تعلیم دیتے، ظاہر ہے اس پر آپ ﷺ خود بھی من وعن عمل کرتے۔ بایں ہمہ بعض امور کی تعلیم محض اپنے عمل مبارک کے ذریعہ بھی دیتے، صحابہ کرام کو حکم فرماتے کہ میرا عمل دیکھ کر اُس کی اقتداء کریں۔ مثلا ایک بار فرمایا: جیسے مجھے نماز پڑھتا دیکھو، اسی طرح تم لوگ بھی نماز پڑھا کرو۔ یہ محض ایک مثال ہے، ورنہ نماز ہی نہیں، آپ کی پوری عملی حیات امت کے لیے ایک مستقل کتاب ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم ﷺ کو اسوہ حسنہ قرار دیا۔

جناب نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے ہر پہلو کی طرح تعلیم وتربیت کا طریقہ کار ایک وسیع موضوع ہے، جس کا احاطہ تو کیا، سرسری مطالعہ بھی ہم جیسے نالائقوں کے لیے ناممکن ہے۔ آپ ﷺ کا ہر تعلیمی وتربیتی طرز عمل شعبہ تعلیم وتربیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ ماہرین کرام ہر عمل وفرمان سے سینکڑوں تعلیمی وتربیتی مسائل کا حل معلوم کرسکتے ہیں۔

ہم رمضان کیسے گزاریں؟

افادات مفتی محمد تقی عثمانی

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ جل شانہ کی بڑی عظیم نعمت ہے۔ ہم اس مبارک مہینے کی حقیقت اور قدر کیسے جان سکتے ہیں، کیونکہ ہم لوگ دن رات اپنے دنیاوی کاروبار میں الجھے ہوئے ہیں اور دنیا ہی کی دوڑ دھوپ میں لگے ہوئے ہیں اور مادیت کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم کیا جانیں رمضان کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ جن کو اپنے فضل سے نوازتے ہیں وہ اس مہینے کی قدر کو پہچانتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے "اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا دے" یعنی ہماری عمر اتنی دراز کر دے کہ ہمیں اپنی زندگی میں رمضان نصیب ہو جائے۔ اب آپ اندازہ لگائیں رمضان سے دو ماہ قبل ہی رمضان کا اشتیاق اور انتظار شروع ہو گیا اور رمضان حاصل ہو جانے کی دعا کی جا رہی ہے، یہ کام وہی کر سکتا ہے جس کو رمضان کی صحیح قدر و قیمت معلوم ہو۔

اب سوال یہ ہے کہ رمضان کا انتظار اور اشتیاق کیوں ہے؟ وجہ اس کی یہ ہے کہ رمضان کو اللہ نے اپنا مہینہ بنایا ہے، ہم لوگ ظاہر بین ہیں اس لیے ظاہری طور پر سمجھتے ہیں کہ یہ روزوں کا مہینہ ہے، یہ تراویح اور عبادات کا مہینہ ہے۔ اس میں روزہ، تراویح اور عبادات ہوں گی اور بس۔ لیکن حقیقت میں بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ ان تمام کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے، گیارہ مہینے جو مال کی دوڑ دھوپ میں لگے رہے اور خواب غفلت میں گزارے ان کا کفارہ اس ماہ مبارک کو ٹھیک ٹھیک گزار کر کرلو۔

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ رمضان کا استقبال یہ ہے کہ انسان پہلے سے یہ سوچے کہ میں اپنے روز مرہ کے کاموں مثلاً تجارت، ملازمت، زراعت وغیرہ کے کاموں میں سے کن کن کاموں کو مؤخر کر سکتا ہوں، ان کو مؤخر کر دے، اور پھر ان کاموں سے جو وقت فارغ ہو اس کو عبادت میں صرف کر دے۔

بہر حال رمضان میں روزہ تو رکھنا ہی ہے اور تراویح بھی پڑھنی ہی ہے، اس کے علاوہ بھی جتنا وقت ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت کرے، کیونکہ اس ماہ مبارک کو قرآن کریم سے خاص مناسبت ہے، اس لیے اس میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں۔ ہمیں رمضان میں عام دنوں کی مقدار کے مقابلے میں تلاوت کی مقدار کو زیادہ کرنا چاہیے۔

دوسرے ایام میں جن نوافل کو پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، ان کو رمضان المبارک میں پڑھنے کی کوشش کریں۔ مثلاً نماز تہجد پڑھنے کی عام دنوں میں توفیق نہیں ہوتی لیکن رمضان میں سحری کھانے کے لیے اٹھنا تو ہوتا ہی ہے تھوڑی دیر پہلے اٹھ جائیں اور نماز تہجد پڑھ لیں۔ اسی طرح اشراق، چاشت، اوابین کے نوافل عام دنوں میں نہیں پڑھے جاتے تو کم از کم رمضان میں تو پڑھ لیں۔

ماہِ رمضان میں زکوۃ کے علاوہ نفلی

صدقات بھی زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کریں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کی سخاوت کا دریا تو ویسے سارا سال موجزن رہتا تھا لیکن رمضان میں آپ کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکیں مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں۔ جو آپ کے پاس آیا اسے نواز دیا۔لہذا رمضان میں ہم بھی صدقات کی کثرت کریں۔

ذکراللہ کی کثرت کریں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں۔ ہاتھ کام کاج میں مصروف رکھیں اور زبان کو ذکر اللہ سے معطر رکھیں۔اسی طرح درود شریف اور استغفار کی بھی کثرت کریں اور ہر لمحہ رطب السان رہیں۔

رمضان المبارک میں خاص طور پر گناہوں سے اجتناب کریں اور اس سے بچنے کی فکر کریں۔ یہ طے کرلیں کہ رمضان میں یہ آنکھ غلط جگہ پر نہیں اٹھے گی،۔ ان شاء اللہ۔زبان سے غلط بات نہیں نکلے گی۔زبان پر رمضان کے مہینے تالا ڈال لو کہ یہ غیبت، جھوٹ اور کسی کی دل آزاری سے محفوظ رہے۔یہ کیا بات ہوئی کہ روزہ رکھ کر حلال چیزوں کے کھانے سے تو پرہیز کرلیا لیکن رمضان میں مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہو،اس لیے کہ غیبت کرنے کو قرآن کریم نے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے ۔لہذا غیبت سے بچنے کا اہتمام کریں۔جھوٹ سے بچنے کا اہتمام کریں فضول کاموں، فضول مجلسوں اور فضول باتوں سے بچنے کا اہتمام کریں۔

اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی خوب کثرت کریں۔ رحمت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، رحمت کی گھٹائیں جھوم جھوم کر برس رہی ہوتی ہیں، مغفرت کے بہانے ڈھونڈے جاتے ہیں، اللہ کی طرف سے آوازیں ماری جاتی ہیں کہ ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا جس کی دعا قبول کروں۔ لہذا صبح کا وقت ہو یا شام کا، یا رات کا وقت ہو، ہر وقت اللہ سے مانگو۔ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ افطار کے وقت مانگ لو، ہم قبول کرلیں گے۔ رات کو مانگ لو، روزہ کی حالت میں مانگ لو، آخر رات میں مانگ لو ہم قبول کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ ہر وقت تمہاری دعائیں قبول کرنے کے لیے دروازے کھلے ہوئے ہیں ،اس لیے خوب مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق کی عطا فرمائے۔
آمین

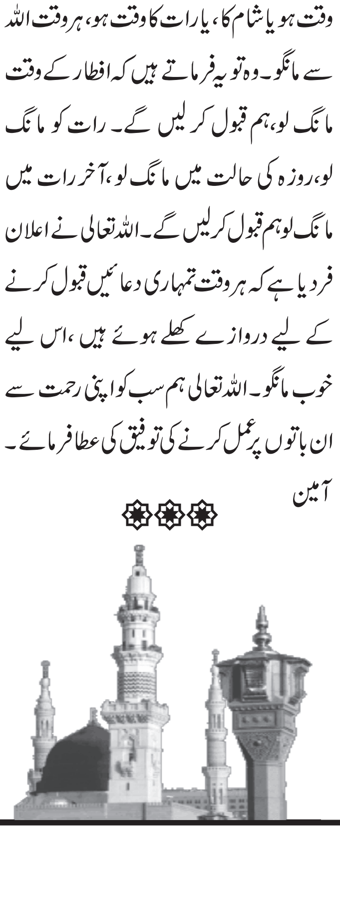

بقیہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیدہ فاطمہؓ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرا چال ڈھال میں سب سے زیادہ رسول اکرم ﷺ کے مشابہ تھیں۔آپؓ کی فضیلت عالیہ کے باعث آپؓ کثیر الالقابات شخصیت ہیں۔آپؓ کے مشہور القابات "زہرا" اور "سیدۃ النساء" ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے آپؓ کو جنت کی خواتین کی سردار قرار دیا تھا۔آپؓ کے 2 فرزندان حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین رضی االلہ تعالیٰ عنہما کے باعث آپ کو "ام السبطین" اور "ام الحسنین" بھی کہا جاتا ہے۔ آپؓ کو خاتون جنت، الطاہرہ، الزکیہ، المرضیہ، السیدہ وغیرہ سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ بتول بھی آپ کا مشہور لقب مبارک ہے۔سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا عزم و حوصلے کا پیکر تھیں۔آپؓ نے مکہ مکرمہ کا دورِ صعوبت سمیت کئی جنگیں دیکھیں لیکن کبھی حوصلہ نہیں ہارا۔جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ زخمی ہوگئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو 16 گہرے زخم آئے تو بی بی صاحبہ عین میدان جنگ میں زخمیوں کی تیمارداری، دوا دارو اور مرہم پٹی میں مصروفِ کار رہیں اور شکوہ وشکایت یا خوف وگھبراہٹ کا شائبہ تک چہرہ مبارک پر محسوس نہ کیا گیا۔ماہ رمضان المبارک میں آپؓ نے اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں سیدہ فاطمہؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت کرنے کی توفیق دیں۔آمین۔

سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ

عتیق الرحمٰن رحیم یار خان

آپ کا اسم گرامی علی بن ابی طالب، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب، اسداللہ، حیدر اور المرتضیٰ آپ کے القاب ہیں۔ آپ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ قریش کی سب سے محترم ومکرم شاخ بنی ہاشم سے ہے۔ حرم کعبہ اور حجاج کی خدمت کے ساتھ ساتھ بنی ہاشم کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ دنیا کے سب سے بڑے سردار، ختم نبوت کے تاجدار، مقصود کائنات حضرت محمد ﷺ بھی اسی خاندان میں پیدا ہوئے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے والد گرامی کا نام عبد مناف اور ان کی کنیت ابوطالب تھی۔ اس لحاظ سے سیدنا علی کا رسول اللہ ﷺ سے بڑا قریبی اور گہرا رشتہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا جو کہ مشرف با اسلام ہوئیں اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت علیؓ چار بھائی، طالب، عقیل، جعفر اور علی جبکہ دو بہنیں ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب اور جمانیہ بنت ابی طالب تھیں۔ بہن بھائیوں میں ”طالب“ کے علاوہ سبھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور بہت سی خدمات سرانجام دیں۔

آپ کی ولادت شعب بنو ہاشم میں ہوئی، اور بعض حضرات نے کعبہ میں آپ کی ولادت کا قول نقل کیا ہے لیکن اکثر علماء نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ سیدنا علیؓ نے زمانہ طفولیت رسول اللہ ﷺ اور سیدہ خدیجہؓ کے پاس گزارا اور انہی حضرات سے تربیت پائی۔

بعثت نبوی کے فوری بعد مسلمان ہو گئے اور بچوں میں سب سے پہلے قبولِ اسلام کا شرف پایا۔ سول اللہ ﷺ کے مشکل ترین، پُر خطر اور مصائب سے بھرپور مکی دور میں ہمیشہ آپ کا ساتھ نبھایا۔

بالآخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا، ہجرت کی رات آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا، لوگوں کی امانتیں بھی آپؓ کے سپرد کیں اور آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؓ آپ ﷺ کے حکم پر تین دن مکہ میں قیام پذیر رہے، لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور تین دن بعد آپؓ بھی مدینہ روانہ ہو گئے، اور قبا میں آپ ﷺ کے قافلے سے جا ملے۔

سیدنا علیؓ، رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپؓ نے جنگوں میں نہایت جرات وشجاعت اور بہادری سے تاریخی کارنامے سرانجام دیے جن سے اسلامی تاریخ روشن ہے۔ آپ ﷺ نے جنگ بدر میں ابتدائی مبارزت میں جن تین افراد کو سب سے پہلے میدان میں اترنے اور مدمقابل کو ناکوں چنے چبوانے کا حکم دیا ان میں حضرت علی شیرؓ خدا بھی شامل تھے اور جنگ خیبر میں شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھلائے جو آج بھی اسلامی تاریخ میں سنہرے حروف سے مرقوم ہیں۔

ماہ رجب 2 ہجری میں حضرت علیؓ کا نکاح سیدہ فاطمہ الزہراؓ سے آپ ﷺ نے کر دیا، اس طرح آپ رسول اللہ ﷺ کے داماد بھی منتخب ہو گئے۔ نکاح کے گواہ حضرت سیدنا

ابوبکرؓ اور حضرت سیدنا عمرؓ تھے، شادی کے اخراجات میں حضرت سیدنا عثمان غنیؓ جبکہ حصول مکان میں حضرت سیدنا زیدؓ کا حصہ شامل ہوا۔ خاتونِ جنت کی سیدنا علیؓ سے یہ شادی انتہائی سادگی سے ہوئی، جس کے متعلق امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''فاطمہ کی شادی سے بہتر اور عمدہ ہم نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔''

جب رسول اللہ ﷺ نے اس دارفانی سے کوچ فرمایا تو حضرت سیدنا علیؓ کی عمر 29 سال تھی۔ عہد صدیقی میں بھی سیدنا علیؓ نے نہ صرف یہ کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی بلکہ گراں قدر خدمات سرانجام دیں سیدنا علیؓ، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی قائم کردہ دینی مسائل کی مجلس مشاورت کے رکن تھے۔ مدینہ طیبہ کے راستوں کے حفاظتی لشکروں کے امراء میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک عہدنامہ لکھوایا تھا جس کے متعلق سیدنا علیؓ نے فرمایا اگر یہ انتخاب عمرؓ بن الخطاب کے حق میں ہے تو ہمیں منظور ہے۔

سیدنا عمرؓ کا دورخلافت آیا تو آپؓ سیدنا عمرؓ کی مجلس شوری کے رکن، سلطنت کے مفتی اعظم اور چیف جسٹس رہے۔ اور سب سے اہم تعلق یہ قائم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی نواسی سیدنا علیؓ وسیدہ فاطمہؓ کی لخت جگر سیدہ ام کلثوم کا نکاح سیدنا عمر فاروقؓ سے ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی آخری عمر میں ایک مجلس شوری قائم کی جس نے آپ کے بعد خلیفہ مقرر کیا اس کمیٹی کے چھ افراد میں سے ایک حضرت علیؓ بھی تھے۔

سیدنا علیؓ کا سیدنا عثمانؓ سے تعلق

پہلے دوخلفاء سے بھی زیادہ گہرا ہے کہ سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ کی پھوپھی (ام حکیم) زاد بہن اروی بنت کریز کے بیٹے ہیں اور سیدنا حسینؓ نے اپنی دو بیٹیاں سیدنا عثمانؓ کے دو پوتوں کے نکاح میں دیں تھیں۔ سیدنا علیؓ خلافت عثمانی میں بھی مفتی و قاضی القضاۃ/ چیف جسٹس رہے۔ اس کے علاوہ سیدنا عثمانؓ کے عظیم کارنامہ اشاعت قرآن میں بھی سیدنا علیؓ کا بنیادی کردار تھا۔

سیدنا علیؓ کا سیدنا عثمانؓ سے تعلق پہلے دوخلفاء سے بھی زیادہ گہرا ہے

خلافت راشدہ کے آخری تاج دار

سیدنا علیؓ المرتضی کی خلافت بعض مؤرخین کے قول کے مطابق 24 ذوالحج 35 ہجری کو قائم ہوئی، حضرت علیؓ کا دورخلافت ساڑھے پانچ سال تک 22 لاکھ مربع میل کے وسیع خطے تک محیط رہا۔

آپ کے دورحکومت میں سیدنا عثمانؓ کے خون کے قصاص کا مسئلہ درپیش رہا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان المناک واقعات رونما ہوئے جن میں جنگ جمل اور جنگ صفین بھی ہیں اس کے باوجود بہت سے وہ علاقے جو فتح تو ہو چکے تھے مگر مستحکم نہ تھے ان کو استحکام سیدنا علیؓ کے دورحکومت میں ملا۔ سیدنا علیؓ نے اپنے وزراء اور امراء کو ایسی نصیحتیں کی جو آج سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔ خوارج نے سیدنا علیؓ، سیدنا امیر معاویہؓ اور سیدنا عمروؓ بن عاص کے قتل کا منصوبہ بنایا اور ایک ہی دن ایک ہی وقت مقرر کیا۔ منصوبہ سازوں نے حضرت علیؓ کے قتل کا ذمہ عبدالرحمان بن ملجم پر ڈالا، اس بدبخت نے 21 رمضان المبارک صبح فجر کی نماز کے وقت امیر المؤمنین، اسد اللہ، حیدر کرار، سلسلہ تصوف کے امام، داماد نبی، سسر فاروق اعظمؓ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کو کوفہ کی مسجد میں نماز کے لیے جاتے ہوئے شہید کردیا اور پنے پیش روؤں حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی طرح اسلام کے یہ خلیفہ چہارم بھی جام شہادت نوش کرکے سرفرازی وکامیابی کے اعلی مقام پر فائز ہوگئے۔

ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کا مقام و مرتبہ

گل اکرام ہزاروی

ملیکۃ العرب، زوجہ سید المرسلین حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا، سرور کائنات، فخر موجودات محمد مصطفی ﷺ کی سب سے پہلی رفیقہ حیات ہیں، یوں تو آپؓ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں لیکن نمایاں وصف یہ ہے کہ اپنے مقدس شوہر کی ہر خوشی وغم میں شریک رہنے والی تھیں، سید الانبیا ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو یہ بغیر کسی توقف کے ایمان لائیں، آپ ﷺ کی ہر قدم پر بھرپور نصرت فرمائی۔ تبلیغ دین کی راہ میں جب حضور ﷺ کو ستایا جاتا، آپ کی تکذیب کی جاتی تو حضرت خدیجہؓ ہی آپ کی دلجوئی فرمایا کرتیں، آپ کی تسکین قلب کا باعث بنتیں، آپ کا ہر ممکن اکرام فرماتیں جس سے آپ کا غم دور ہو جاتا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ خدیجہ آپ کے پاس سالن یا کھانے کا ایک برتن لا رہی ہیں جب وہ لے کر آئیں تو ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہہ دیں اور جنت میں انہیں موتی کے ایک محل کی بشارت دے دیں جس میں نہ شور ہوگا نہ تکلیف ہوگی۔ (صحیح بخاری)

ابن کثیر نے امام سہیلی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ان کو جنت میں قصب یعنی خول دار موتی کے محل کی بشارت اس لیے دی گئی کہ وہ ایمان لانے میں سب پر سبقت لے گئیں اور شور وشغب سے پاک مکان کی اس لیے خوشخبری دی گئی کہ انہوں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہ کی اور کبھی آپ کے ساتھ شور وغل اور ایذا رسانی سے پیش نہ آتی تھیں۔ (سیرت خدیجہ ۱۹)

حضرت خدیجہؓ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: **اِنَّ اللّٰہ ھوَ السّلامُ وَ علی جِبرئیل السَّلام وَ عَلَیکَ السَّلام وَ رَحمۃُ اللِ وَ بَرَکَاتُہٗ** (السنن الکبری) یہ روایت آپ کی فقاہت اور فہم دانش پر دلالت کرتی ہے کیونکہ آپ نے اللہ عزوجل کے سلام کے جواب میں اس کی حمد بیان کی، پھر جبرئیل اور حضور نبی اکرم ﷺ کو سلام کہا۔ (فتح الباری)

> حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا شمار ان چار خواتین میں بھی ہوتا ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جنتی عورتوں میں سب سے افضل قرار دیا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا شمار ان چار خواتین میں بھی ہوتا ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جنتی عورتوں میں سب سے افضل قرار دیا ہے، جیسا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول کائنات، شہنشاہ موجودات ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے اور فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی عورتیں یہ ہیں'' ا۔ خدیجہ

بنت خویلد، ۲ فاطمہ بنت محمد، ۳ آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی)۔ ۴ مریم بنت عمران (مسند احمد، ۲/۱?۲، الحدیث: ۲۷۰۳)

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کو سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت ابورافعؓ سے مروی ہے "نور مجسم ﷺ نے پیر کے روز صبح کے وقت نماز پڑھی، حضرت خدیجہؓ نے پیر کے دن اس کے آخری حصے میں نماز پڑھی اور حضرت علیؓ نے منگل کو نماز پڑھی (المعجم الکبیر للطبرانی: ۹:۵۴۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:" میں نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی حضرت خدیجہؓ پر کی، حالانکہ میں نے انہیں نہیں دیکھا تھا لیکن حضور ﷺ حضرت خدیجہؓ کا بہت ذکر فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری)

حضور نبی اکرم ﷺ آپؓ کی وفات کے بعد بھی آپ کی سہیلیوں کا اکرام فرمایا کرتے تھے، کوئی شئے جب آپ کی خدمت اقدس میں پیش کی جاتی تو فرماتے اسے فلاں عورت کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ کی سہیلی تھی، اسے فلاں کے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔ (مرأۃ المناجح)

(ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! یہ خدیجہ آپ کے پاس سالن یا کھانے کا ایک برتن لا رہی ہیں جب وہ لے کر آئیں تو ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہہ دیں اور جنت میں انہیں موتی کے ایک محل کی بشارت دے دیں جس میں نہ شور ہوگا نہ تکلیف ہوگی۔

آپ ﷺ بہت دفعہ بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کی طرف بھیج دیتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں کبھی حضور ﷺ کو کہہ دیتی کہ گویا حضرت خدیجہؓ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ "وہ ایسی تھیں، وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے" (صحیح بخاری ص: ۲۶۹)

آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک بار حضرت خدیجہؓ کی بہن حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ تعالی عنہا تشریف لائیں اور اجازت طلب کی۔ ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے بہت ملتی تھی تو اس سے آپ کو حضرت خدیجہؓ کا اجازت طلب کرنا یاد آگیا آپ نے جھرجھری لی۔ (صحیح بخاری)

حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کی رفاقت میں ۲۵ سال گزارے، اس ساری مدت میں آپ ﷺ نے کبھی دوسری شادی نہیں کی، سیدہ خدیجہؓ نے بھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو آپ کو ناپسند ہو۔ (مسلم)

آپ ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ سے منسلک ہر رشتے کا اکرام فرماتیں، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت سعدیہ حلیمہ رضی اللہ تعالی عنہا تشریف لائیں اور قحط سالی اور مویشیوں کے ہلاک ہونے کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، آپ ﷺ نے اس سلسلے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بات کی تو انہوں نے حضرت حلیمہ سعدیہؓ کو 40 بکریاں اور ایک اونٹ تحفۃً پیش کیا (طبقات الکبری)

محبت کی انوکھی داستان

فیضان شہزاد محب کراچی

کبھی کبھی اکیلے بیٹھ کر نجانے کب میں چودہ صدیاں قبل کی ایک بستی میں گم ہوجاتا ہوں، مدینے کی اس پیاری بستی میں ایک تنگ سا حجرہ تھا، جس کے دامن میں محبت کی ایک داستان آباد تھی، آپ اگر ادبی اور علمی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں تو یقینا آپ نے محبت کی بہت سی داستانیں سنی ہوں گی، لیکن آج کی داستان بہت انوکھی اور عجیب ہے، ایسی ہستی کی محبت جو خود کائنات کے خالق کی محبت ہے، بہت مشکل سے لکھا جارہا ہے، دم ہی کب قلم میں اور دل۔۔ دل کی سکت نہیں کہ اس محبت کی شدت بہت ہی حدت والی ہے، وہ بالکل ایسے ہی تھے، جیسے محبت کی کتابوں میں مکتوب لوگ ہیں، آپس میں دوڑ کا مقابلہ کرنے والے، ایک پیالے کے ایک ہی مقام سے پینے والے، لعاب لگی مسواک بن دھوئے استعمال کرنے والے اور کبھی کبھی چاندنی رات میں نکل کر چاند تکنے والے، ایک شب ہاتھ تھام کر چلتے ہیں، گھر کے حجرے سے تو چاند نظر ہی نا آنا تھا کہ تنگ گھر اور اوپر چھت، تو ایسا ہی کیا ہوگا، کہ چلتے چلتے جب چاند پر نظر پڑی ہوگی تو کہا ہوگا، عائشہ وہ دیکھو چاند۔۔ آہ دل میں چاندنی سی بھر گئی اس منظر سے۔۔

ہاں تو اے حمیرا یا حبیبہ کہا ہوگا کہ محبت سے یہی پکار ہوتی تھی۔۔ پتا ہے جب دیکھا تو کیا کہا؟ آہ۔۔ کہنے لگے، "عائشہؓ! اس کے شر سے پناہ مانگا کرو کیونکہ یہی وہ غاسق ہے کہ جب بے نور ہوجائے (تو تاریکیاں پھیل جاتی ہیں) انہیں اس نور کو دیکھ کر اپنے نور کا کس قدر خیال تھا، کہہ دیا کہ، اس چاند کی بے نوری سے پناہ مانگا کرو۔۔

آج بھی رات کے کسی پہر چاند پر نگاہ پڑے تو میں ان کیفیات میں کھوجاتا ہوں، وہ منظر آنکھوں میں چھا جاتا ہے، اور پھر چاند پر رشک آتا ہے، اس منظر پر کہ جب چاند ٹھہر کر دو چاند دیکھ رہا تھا تن تنہا، اکیلا، کائنات کا سب سے حسین منظر اور سب سے حسین جوڑا، محبت کی انتہاؤں پر نظر آرہا تھا۔۔

لڑکیوں کی فطرت میں ناز و انداز ہوتے ہی ہیں، میں اکثر سوچتا ہوں، چھوٹی سی عائشہ کائنات کے سب سے لاڈلے انسان کی محبت بنیں تو کیا انہوں نے وہی البیلے ناز و انداز اٹھوائے ہوں گے؟ کیا وہ بھی کبھی کبھی خفا ہو کر منہ بناتی ہوں گی؟ کیا وہ بھی لڑتی ہوں گی؟ تو سیرت کے ان پہلوؤں کو پڑھ کر مسکرا اٹھا کہ عائشہ کے پاس چھوٹی چھوٹی گڑیاں بھی تھیں، پر والا گھوڑا بھی، ایک دفعہ پر والے گھوڑے پر نظر پڑی تو محبت سے کہا، "عائشہ کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟ سیدہ عائشہ بھلا کیوں چپ رہتیں؟ برجستگی تو کمال تھی، کہنے لگیں، کیا آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر بھی تھے، اس جواب پر آپ اس قدر مسکرائے کے آپ کے دانت مبارک واضح نظر آنے لگے، کیا ہی ناز و انداز تھے، کیا ادائیں اور محبت کی رم جھم تھی، واللہ محبت کی ایسی داستان کبھی کہیں رقم نہیں ہوئی۔۔

یہ وہ کر لیتی تھیں جو کوئی اور نہیں

کرپاتا تھا، کہتی ہیں میں کھیل رہی ہوتی اپنی سہیلیوں کے ساتھ، آپ وہاں سے گزرتے تو ساری سہیلیاں بھاگ جاتیں، اور میں بیٹھی رہتی، ہائے آپ کیوں بھاگیں گی، آپ تو عائشہ تھیں، ابوبکر صدیقؓ آئے دستک سے پہلے ہی آواز سن لی، بیٹی تھوڑے غصیلے اور نخریلے انداز میں بولتی جارہی ہے، باپ خود تو سارے ناز اٹھاتا ہے، پر ادھر تو مسئلہ اور تھا، قرآن اترا تھا کہ ان سے اونچا بولنا بنتا ہی نہیں تھا، ڈر گئے، دستک دی، غصے میں کہا، ام رومان کی بیٹی، رسول اللہ سے ایسے بات کرتی ہو؟ بالکل ایسا ہی انداز تھا، ماؤں کی طرف نسبت کا، جیسا عامیانہ سا ہوتا ہے، وہ ہم جیسے ہی لوگ تھے، آقا علیہ السلام حائل ہوئے، صدیق خاموش ہوگئے، اور پلٹ گئے، جب باپ چلے گئے تو آقا علیہ السلام نے ایک دلفریب ادا سے کہا، "دیکھا ناں! تمہیں کس نے بچایا اس آدمی سے؟" اف یہ انداز کہ قلم کانپ رہا ہے، رشک محبت جوڑا۔۔ کچھ دیر بعد صدیق اکبرؓ پھر پلٹ آئے تو منظر تبدیل تھا، غصے کی جگہ ہنسی چل رہی تھی، اف وہ مسکراہٹیں۔۔ وہ لڑنا۔۔ روٹھنا۔۔ مان بڑھانا۔۔ آقا علیہ السلام کا منانا۔۔ عائشہ کا مان لینا۔۔ صدیقؓ کہنے لگے، "یا رسول اللہ! جیسے آپ دونوں نے مجھے اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا ویسے ہی اپنی صلح میں بھی کیجیے!"

کیسے انمول لوگ تھے، ایسی محبت کہ نہ بیاں ہو سکے نہ لکھی جائے، پل پل کا لمحہ یادگار، کتنی باتیں ہوئی ہوں گی، کتنی سرگوشیاں، کتنی محبتیں۔۔

پتہ ہے، میرا تو کلیجہ پھٹنے لگتا ہے، اشک بہنے لگتے ہیں۔۔ جب یہ سوچنے لگتا ہوں، کہ اللہ کی ساری نعمتوں میں سے ایک ایسی نعمت بھی میرے پاس ہے، جس پر فخر بنتا ہے، اور وہ ہے مجھے اس خالق کل نے بیٹا بنایا، اس عظیم عورت کا جو میرے آقا علیہ السلام کی محبت تھیں۔۔ اور اعلان بھی ایسا کیا جو ام الکتاب میں درج ہوا، یہ فخر تو ہے ہی مگر، فکر بھی۔۔ کہ محبتیں اور قربتیں جس قدر زیادہ ہوں، ننھی سی غلطیاں بھی بہت بڑی ہوتی ہیں، کہیں قلم یا زباں ایسے نہ چل پڑے کہ کچھ غلط ہو جائے۔۔ کس قدر بدقسمت ہیں وہ لوگ جن کے قلم، دہن اور سوچ وفکر پاکیزہ نہیں اور وہ اپنے دریدہ دامن چھپانے کے لئے پاکیزہ لوگوں کی چادروں کا سہارا لیتے ہیں۔۔ جن کی پاکیزگی۔۔ جن کی پاکدامنی۔۔ اف جن کی تڑپ پر رب نے قرآن بھیج دیا تھا۔۔ کیسی بے چینی ہوگی۔۔ سرکار (ﷺ) کا سینہ پھر صدیق کا اور خود عائشہ کا۔۔ کیسے پکارا ہوگا ناں۔۔ کہ میری گواہی کس سے دلوائے گا؟ رب نے بھی کہہ دیا۔۔ بچے سے نہیں کے آواز ختم ہوجاتی ہے۔۔ درخت سے نہیں کہ کٹ کر جل جاتے ہیں۔۔ ایسی سند اترے گی جو تا قیامت روشن رہے گی۔۔ تا قیامت بولے گی۔۔ ایسی محبت کی کہانی جنم لے گی۔۔ جو محبت کی کتاب میں ہمیشہ رہے گی کیونکہ یہ داستان ہے۔۔ دو ایسے لوگوں کی۔۔ جن میں سے ایک کا نام محمد اور ایک کا نام عائشہ صدیقہ ہے!! رضی اللہ تعالی عنہا

۞۞۞

بقیہ: یوم پاکستان اور تجدید عہد

تاریخ رقم کرتے رہے، انگریز جب مسلمانوں کے جذبہ حریت کو دبانے میں ناکام رہا، تو اس نے ہندوؤں کو جو برصغیر میں کئی سو سال سے مسلمانوں کے محکوم تھے، مسلمانوں کے برابر لا کھڑا کیا، جس وجہ سے دوقومی نظریے نے جنم لیا اور پھر یہی نظریہ پاکستان کی اساس بنا۔

آیئے۔۔۔! اس تاریخ ساز دن میں ہم تجدید عہد کریں کہ جس طرح تمام طبقات نے مل کر ملک بنایا تھا آج ہم سب مل کر ملک کو بچائیں گے۔ طبقاتی، لسانی، صوبائی اور مسلکی تقسیم اور نفرتوں کو اندر سے نکال باہر پھینکیں گے اور صرف پاکستانی بن کر ملک کی ترقی وفلاح کے لیے کوشش کریں گے۔

یوم پاکستان اور تجدید عہد

مولانا حسان شاہ

23 مارچ 1940 کو لاہور سہ روزہ کانفرنس میں دوقومی نظریے کا تصور پیش ہوا اور علیحدہ مملکت کے حصول کی قرار داد منظور ہوئی، جو قرارداد پاکستان کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس قرارداد نے مسلمانوں میں آزادی کی نئی روح پھونک دی اور خطے کے طول عرض میں پاکستان کی صدا گونجنے لگی۔ تمام مکاتب فکر کے مسلمان بغیر کسی ملا ومسٹر کی تفریق کے قیام پاکستان کے لیے ایک ہی صف میں کھڑے نظر آئے اور بلاخر 14 اگست 1947 کو کرہ ارض پر پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔

اہلیان پاکستان قرارداد پاکستان کو یاد رکھنے کے لیے ہر سال 23 مارچ کو ''یوم پاکستان'' کے عنوان سے مناتے ہیں ،لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ کل جو لوگ حصول پاکستان کے لیے ایک ہی صف میں کھڑے تھے اور پاکستانی کہلاتے تھے، آج وہ لسانی وصوبائی تعصب کا شکار ہوکر سندھی، بلوچی ، پنجابی ،پٹھان میں تقسیم ہیں ۔کل تک جو لوگ صرف مسلمان تھے آج مسالک میں تقسیم ہوکر باہم دست وگریباں ہیں۔ اسی طرح ملا ومسٹر کی تفریق نے ملک کو دو واضح حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

آج اگر ہم آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں تو یہ عطائے خداوندی اور نعمت عظمی ہے کہ اس نے ہمیں آزادی کی نعمت سے سرشار کیا ہے۔ فطرتاً اللہ نے ہر انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اور آزادی انسان کا بنیادی حق ہے، یہی وجہ ہے کہ جب پہلی ریاست مدینہ قائم ہوئی تو اللہ رب العزت نے کفارات ،احسان اور ثواب کی مد میں غلاموں کو آزاد کرنے کے احکامات نازل فرمائے، یوں اسلام نے سب سے پہلے انسانوں کی آزادی کا تصور دیا اور اسباب پیدا کیے۔ رب لم یزل چاہتے تو یک بارگی غلامیت کا خاتمہ فرما دیتے ،لیکن وہ حکیم ذات جس کا کوئی حکم بھی حکمت سے خالی نہیں ،اس حکیم ذات نے تدریجاً انسانیت کی آزادی کی بنیاد مذکورہ صورتوں میں رکھی ۔(جس طرح دوسرے کچھ احکام تدریجاً نازل ہوئے جیسے شراب) تاکہ معاشرے کا نظم وضبط بھی برقرار رہے اور غلامیت کا بھی خاتمہ ہوجائے ، چنانچہ بیسویں صدی میں اقوام عالم نے متفقہ طور پر ہمیشہ کے لیے غلامیت کا خاتمہ کر دیا جس کی بنیاد وہ ماحول اور تعلیمات تھیں جو دین محمدی نے فراہم کیں لیکن چونکہ کفار ،اسلام اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے اور ہیں ،وہ مختلف ادوار میں مختلف مسلم ممالک اور اپنے سے کم تر سمجھنے والے لوگوں پر حکمرانی کرتے آئے ہیں اور انہیں غلام بناتے رہے ہیں، یہ سلسلہ تا حال جاری وساری ہے۔

برصغیر پاک وہند میں بھی انگریز سامراج نے مسلمانوں کے آپسی انتشار، مسلم امہ کی کمزوری اور بادشاہوں کی نالائقی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسٹ انڈیا (تجارتی کمیٹی) کے ذریعہ قدم رکھا اور بعدازاں قابض ہوگئے۔ چونکہ مسلمان فطری ودینی آزادی کے حامل تھے اس لیے وہ انگریز سامراج کے خلاف برسرپیکار ہوئے اور ایک لمبا عرصہ جدوجہد آزادی کی

بقیہ صفحہ نمبر 12

نقیبِ طلبہ کی پکار

ایڈیٹر کے قلم سے

عزیز دوستو اور محترم ساتھیو! جیسا کہ آپ بخوبی واقف ہیں کہ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان ایک طلبہ تنظیم ہے جو وطن عزیز پاکستان میں "غلبہ اسلام واستحکام پاکستان" کا علم بلند کیے ہوئے ہے اور ملک وملت کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت وبقا کے لیے باصلاحیت اور ثمر آور نوجوانوں کی کھیپ تیار کر رہی ہے۔ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن مختلف شعبہ جات میں اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہے اور ان کی ترقی وکامیابی کے لیے شب روز کوشاں ہے۔ انہی شعبہ جات میں سے ایک MSO کا ترجمان نقیب طلبہ بھی ہے۔ آج کی ان سطور میں ہم اپنے ترجمان "نقیب طلبہ" کے حوالے سے کچھ گزارشات قارئین کی نظر کریں گے۔

عزیزانِ من! تنظیم کے بعض شعبہ جات ایسے ہوتے ہیں جو مستقل چل رہے ہوتے ہیں، اگر ان کی کارکردگی صفر ہو تو گزرتے وقت کے ساتھ نہ صرف وہ اپنی شناخت کھو بیٹھتے ہیں بلکہ تنظیم کی جملہ کارکردگی بھی بہت پیچھے چلی جاتی ہے۔ رسائل اور جرائد شعبہ نشر واشاعت کا ایک بڑا ذریعہ ہیں جو کسی بھی تنظیم کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، اگر کوئی جماعت اس شعبہ کو پس پشت ڈال دے یا اس کی کارکردگی پر توجہ نہ دے تو وہ تنظیم یا جماعت زیادہ دیر تک اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتی۔

آج یہ باتیں مجھے اس وقت یاد آرہی ہیں کہ جب نقیب طلبہ اپنی زندگی کی 15 ویں بہار میں قدم رکھ رہا ہے، آج سے 14 سال قبل مارچ 2009 میں یہ جریدہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا۔ آج نقیب طلبہ کے ماہ تاسیس پر جہاں پر ہم سب کے لیے خوشی کا موقع ہے کہ نقیب طلبہ نے 14 سال قبل جو سفر شروع کیا تھا تب سے اب تک یہ مستقل جستجو اور لگن کے ساتھ جانب منزل جماعت کے شانہ بشانہ چلنے کی کوششوں میں سرگرم عمل ہے وہیں پر نقیب طلبہ کی انتظامیہ اس جریدے کی مزید بہتری کے لیے بھی فکرمند ہے۔

دوستو! کسی بھی جریدے یا رسالے کے اجراء پر بنیادی طور پر جو مسائل پیش آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ رسالہ تسلسل کے ساتھ شائع ہو، رسالے کا مواد اور مضامین کا معیار اس قدر بلند ہو کہ وہ ہر صاحب علم اور اپنے قارئین کی پہلی ترجیح بن جائے، رسالے کا ٹائٹل اور اندرونی صفحات کی ڈیزائننگ اس قدر دیدہ زیب ہو کہ پہلی ہی نظر متاثر کر سکے۔ اگر ہم نقیب طلبہ کی سابقہ کارکردگی کا جائزہ لیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ گزشتہ سالوں میں کافی حد تک اس نے رسائل وجرائد کی دنیا میں اپنی جگہ بنائی ہے لیکن بہتری کی گنجائش بہرکیف آج بھی موجود ہے۔ اچھے لکھاریوں نے یقیناً نقیب طلبہ میں اپنے فن کے جوہر دکھائے اور انتظامیہ نقیب طلبہ نے اس کی کامیابی کے لیے اپنی تمام ترتوانائیاں صرف کیں لیکن آج اس کی تقدیر میرے اور آپ کے ہاتھوں میں ہے جس کے لیے میری اور آپ کی فکرمندی اور جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔

جہاں ہم نے کامیابیوں کو سمیٹا ہے وہی پر یہ بات بھی ہمارے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے کہ نقیب طلبہ چونکہ ایم ایس او کا ترجمان ہے لیکن اس میں ایم ایس او اور طلبہ سے متعلق مضامین

کے متعلق کمی محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ایک دو ماہ تک نقیب کی اشاعت نہیں ہو پاتی۔ مقام تاءسف ہے کہ آج ہم اس کے ساتھ بھی وہی کر رہے ہیں جو دینی واصلاحی حلقوں کے اکثر جرائد بھگت چکے ہیں، یعنی ہم اس پر توجہ نہیں دے رہے۔ آج نقیب طلبہ کے تاسیس کے موقع پر ہمارے لیے احتساب اور عزم کا موقع ہے کہ ہم سابقہ سستی وکمی کوتاہیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نقیب کو بہتر سے بہتر تر بنانے کے لیے کردار ادا کریں۔

اس کو اپنے ضلع اور یونٹ میں شعبہ نشرواشاعت کا اول جز بنائیں، اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا ذریعہ بنیں۔ تمام صوبہ جات اور اضلاع کے شعبہ نشرواشاعت کے نگران حضرات سے گزارش ہے کہ اس کو اپنی ڈیوٹی سمجھیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ ایم ایس او کی ملک بھر کی سرگرمیاں اور رپوٹس ہمیں بھجوائیں، دینی وعصری اداروں کے متعلق لکھیں اور تعلیمی نظام، تعلیمی اداروں پر معیاری مضامین سپرد قلم کریں۔ نقیب طلبہ کے لیے اپنے علاقہ جات سے باقاعدہ اشتہارات لینے کی کوشش کریں تاکہ اس کی اشاعت میں تسلسل لایا جائے اور اس کا طباعتی معیار اعلیٰ درجے پر لانے کے لیے عملی کوشش کی جاسکے۔

جہاں تک رہی نقیب طلبہ کی سرکولیشن، تو ہونا تو یہ چاہیے کہ اس کی اشاعت اس قدر بڑھا دی جائے کہ یہ ایم ایس او کے ہر کارکن تک پہنچے لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ہم اس محاذ پر کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کر سکے کیونکہ ایم ایس او وطن عزیز کی ایک بہت بڑی طلبہ تنظیم ہے، جو اپنا ایک منظم نیٹ ورک رکھتی ہے۔ ایسے میں نقیب طلبہ کا اتنی تھوڑی مقدار میں شائع ہونا کوئی اتنی بڑی کامیابی نہیں۔ اس کے ذمہ دار ہم سب ہیں، ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ خود کو اس کا مورد الزام ٹھہرائے کہ نقیب طلبہ ہماری اولین ترجیح نہیں بن سکا۔

پیارے دوستو اور محبوب ساتھیو!

نقیب طلبہ اگر ہماری پہلی ترجیح نہ بن سکا، اس کی بڑھوتری کے لیے ہم سب نے مل کر کردار ادا نہ کیا، اگر تنظیم کے اس ترجمان کو ہماری طرف سے یونہی فراموش کیا جاتا رہا تو یاد رکھیے مصنوعی سانسوں پر زندہ یہ ”مریض“ زیادہ دیر جی نہیں پائے گا، جلد ہی دم توڑ جائے گا۔۔۔۔۔اور اس کا گلہ گھونٹ دینے میں مرکز سے لے کر کارکنان تک ہم سب برابر کے شریک ہوں گے۔ اللہ کرے ہمارے اندر اس اہم ذمہ داری کا احساس اجاگر ہوجائے آمین

> **آج نقیب طلبہ اپنی زندگی کی 15 ویں بہار میں قدم رکھ رہا ہے، آج سے 14 سال قبل مارچ 2009 میں یہ جریدہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا۔ آج نقیب طلبہ کے پندرھویں تاسیس پر جہاں پر ہم سب کے لیے خوشی کا موقع ہے کہ نقیب طلبہ نے 14 سال قبل جو سفر شروع کیا تھا تب سے اب تک یہ مستقل جستجو اور لگن کے ساتھ جانب منزل جماعت کے شانہ بشانہ چلنے کی کوششوں میں سرگرم عمل ہے وہیں پر نقیب طلبہ کی انتظامیہ اس جریدے کی مزید بہتری کے لیے بھی فکر مند ہے۔**

نئے فضلاء کرام سے چند باتیں

رانا محمد ذیشان
امیر شوری مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان

عزیز فضلاء کرام آپ لائق صد تحسین اور مبارک باد کے مستحق ہیں کہ آپ نے اس دور پُرفتن میں جبکہ امت مسلمہ کا ہر فرد دن رات ''نفسی ومالی'' کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے خواب دیکھ رہا ہے، اپنے آپ کو دین متین کے لیے وقف کر دیا۔ اور قابل فخر ہیں آپ کے والدین جنہوں نے آپ کی زندگی کے وہ ایام علوم نبوی کے لیے وقف کیے جن میں ان کو آپ کے سہارے کی اشد ضرورت تھی، جن ایام میں آپ ان کے لیے چین وسکون اور راحت وآرام کا ذریعہ بن سکتے تھے۔

آپ نے اپنی زندگی کے ان بہترین ماہ وسال کے لیے ایک پر خطر وادی کا انتخاب کیا، جہاں والدین کی شفقت، بہن بھائیوں کے پیار محبت اور عزیز واقارب کی نوازشوں سے کنارہ کشی ضروری تھی، اللہ تعالیٰ نے اس اجنبی وادی وکنبے میں اساتذہ کی شکل میں آپ کو والدین دیے، جنہوں نے آپ کی تربیت کا بوجھ اپنے ضعیف اور ناتواں کندھوں پر اٹھالیا، طلبہ کی صورت میں آپ کو بہن بھائیوں کا پیار دیا جنہوں اس طویل عرصہ میں آپ کو تنہا محسوس نہیں ہونے دیا، جامعہ کی انتظامیہ کی شکل میں ایک مربی خاندان دیا جو خونی رشتہ نہ ہونے کے باوجود آپ کی ضروریات کے کفیل بن گئے۔ ان تینوں رشتوں کی آشنائی نے آپ کے لیے اس وادیِ پُرخطر کو جنت نظیر وادی بنادیا۔ کسی بھی فاضل سے اگر سوال کیا جائے کہ آپ کی زندگی کے بہترین ایام کون سے ہیں؟ تو یقینی بات ہے کہ اس کا جواب یہی ہوگا کہ میری زندگی کے بہترین وہ ایام ہیں جو میں نے زمانہ طالب علمی میں جامعہ میں گزارے۔

عزیز فضلاء کرام آپ کے سر پر دستارِ فضیلت آنے کے بعد آپ ''طالب علم'' کی فہرست سے نکل کر ''عالم'' کی لسٹ میں شامل ہوگئے ہیں، کل تک آپ کی ہر غلطی سے طالب علم کہہ کر درگزر کرلیا جاتا تھا، لیکن اب آپ کی چھوٹی سی کمی کوتاہی کو بھی ''عالم'' سمجھ کر پکڑا جائے گا، کیونکہ معاشرہ اس بات سے واقف ہے کہ اگر عالم ہی غلطیوں میں کھو گیا تو پھر معاشرے کا کیا بنے گا۔ اگر رہبر ہی رہزنی کے راستے پر چل نکلا تو پھر دین مبین پر ہونے والے حملوں کو کیسے روکا جائے گا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ گھر میں بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس کی ہر حرکت کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ کوئی بات نہیں بچہ ہے، لیکن جب وہ بچہ تھوڑا بڑا ہو جاتا ہے، سمجھ بوجھ کے قابل ہو جاتا ہے تو پھر وہی والدین، بہن بھائی اور عزیز واقارب اس کی چھوٹی سی بات پر بھی کہتے ہوئے نظر آتے ہیں، ''ارے کیا ہوگیا آپ کو، اب آپ بچے نہیں ہیں''، تو آپ بھی اب معاشرے کی نظر میں طالب علم نہیں رہے لہذا اپنا اٹھنے والا ہر ہر قدم اور لسان بے مہار سے نکلنے والا ہر لفظ سوچ سمجھ کر نکالیے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری تھوڑی سی غفلت، ہمارے والدین کی عزت، اساتذہ کرام کی تربیت اور دین اسلام پر انگلی اٹھنے کا ذریعہ بن جائے۔

فضلاء کرام! آٹھ دس سالہ تعلیمی دور میں جو آپ کو درسی کتب پڑھائی گئیں یہ علم کلی

نہیں تھا، انہی پر انحصار کر کے مت بیٹھ جایئے گا، یہ تو وہ اصول وضوابط تھے جو آپ کو اس قابل بنا سکتے تھے کہ علم کے حصول کا طریقہ کیا ہے، لہذا اب آپ اس میدان میں قدم رکھ رہے ہیں جہاں آپ کو قدم قدم پر نئی نئی چیزوں سے واسطہ پڑے گا، مختلف قسم کے مصائب وآلام آپ کے سامنے آئیں گے، بعضے بے راہ روی کا شکار اور بعض طلب گاروں کی طرف سے ایسے سوالات اور شکوک وشبہات کا سامنا کرنا پڑے گا جو آپ کو کسی بھی طرح پریشان کر سکتے ہیں، لیکن آپ نے اپنے علم کے ذریعہ سے اور خندہ پیشانی سے ان کا مقابلہ کرنا ہے، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے، ایسے میں آپ کو ضرورت ہوگی ایک ایسے مربی کی جو ہر موقع پر آپ کی درست رہنمائی کر سکے اور آپ کو کسی جھنجل میں پھنسنے سے قبل آگاہ کر سکے، لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کسی مستند عالم سے رابطہ میں رہیں تا کہ وہ بامر مجبوری آپ کا علمی سہارا بن سکے۔

عزیزان من! یہ دور پُر فتن ہے، پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے ”قرب قیامت فتنے ایسے رونما ہوں گے جیسے تسبیح کے ٹوٹنے سے دانے بکھر جاتے ہیں“ آج بالکل وہی دور ہے جدھر نظر اٹھاؤ ایک نیا فتنہ کھڑا ہوتا ہے، مختلف اشخاص دین اسلام کا نام لے کر اپنی مرضی کی تشریحات لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں، یہ ایسے ہی جیسے بازار میں مختلف ٹھپے نظر آتے ہیں، بہت کم ایسے ہوتے ہیں جن پر پڑی اشیاء ظاہر وباطن کے لحاظ سے ایک ہوں، اور اکثر پر بکرے کا ٹائٹل لگا کر خنزیر اور کتا بیچا جا رہا ہوتا ہے، یہی ماجرا آج دین کے نام پر ہو رہا ہے۔ بعض وہ ملیں گے جن کے الفاظ وکتابت میں زہر بالکل واضح نظر آئے گی اور بہت سے ایسے ہوں گے جنہوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں لوگوں کو زہر تو دیا ہے لیکن وہ زہر شیرینی میں ملا کر دیا ہے تا کہ نگلتے وقت محسوس نہ ہو سکے کہ یہ زہر ہے۔ تو عزیز فضلاء کرام اس پُر فتن دور میں آنکھیں بند کر کے اپنے اکابرین کی تحقیق پر عمل کیجیے، جو واقعتاً اکابر تھے، جن کے پیچھے تمامی احباب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، جہاں اختلاف کی بو نہیں ملتی، آج ہم میں سے ہر شخص کے اپنے اکابر ہیں، اور انہی کی بات ہمارے قابل وقبول ہے چاہے وہ شیرینی میں ملی زہر ہی کیوں نہ ہو۔

جامعہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ کا واسطہ معاشرے کے بگڑے ہوئے نظام سے پڑنے والا ہے، دور حاضر میں معاشرہ ایسے مسیحاؤں کا منتظر ہے جو معاشرے کے افراد کی درست سمت کی طرف رہنمائی کر سکے، عامی مسلمانوں کے عقائد واعمال کی حفاظت کر سکے، اپنے متعلقین ومحبین کو صراط مستقیم کا راستہ دکھا سکتے۔ تو آیئے عزم مصمم میں لے کر مثبت انداز میں معاشرے پر اثر انداز ہونے کے لیے تگ ودو کیجیے۔ اپنے کردار وعمل سے لوگوں کو یہ تاثر دیجیے کہ حقیقی علم دین اسلام کا علم ہے جو ہر لحاظ سے ایک مسلمان کو کامل اور اکمل بنا دیتا ہے۔

طمع ولالچ کے بغیر دین مبین کی خدمت کیجیے، جہاں جو موقع میسر آئے اس کو اخلاص کے ساتھ نبھانے کی کوشش کیجیے، آپ نے طویل عرصہ جو علم دین حاصل کیا ہے اس علم کو اصل سمجھیے باقی تمام اشیاء کو ضروریات کی حد تک رکھیے، ایسا نہ ہو ہم اپنی مصروفیات میں اس قدر کھو جائیں کہ دین سے دور ہو جائیں، لوگ ہمیں دیکھ کر عبرت حاصل کریں، کاروبار، محنت مزدوری معاشی ضروریات منع نہیں ہیں لیکن ان میں پڑ کر دین سے دوری انتہائی مہلک مرض ہے جو لوگوں کے دین سے دوری کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے میرے نزدیک نورانی قائدہ پڑھانے والا اور بخاری شریف پڑھانے والا برابر ہے بشرطیکہ اخلاص وللّٰہیت ہو، اگر اخلاص کا فقدان ہے اور بیٹھا مسند حدیث پر ہے تو یہ ثواب کا نہیں بلکہ وبال جان کا ذریعہ بن جائے گا۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔

لختِ جگرِ رسول سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

بنت عبدالرحمن

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری اور حقیقی بیٹی ہیں جو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں۔ سیدہ رقیہ نے بھی اپنی بقیہ بہنوں کے ساتھ اپنے والد گرامی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیر نگرانی تربیت پائی اور سن شعور کو پہنچیں۔ ان کے والدین شریفین کی تربیت وہ اکسیر اعظم تھی جو ان کی آنے والی زندگی کے عمدہ کمالات کا باعث بنی۔

خواتین اسلام میں سب سے پہلے اسلام لانے والی اور خاتون اول، سیدہ خدیجۃ الکبری ؓ ہیں، ان کے ساتھ آپ کی صاحب زادیاں بھی ایمان لانے، پیغمبر اسلام اور اپنے بابا کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں پیش پیش رہیں۔

اسلام سے قبل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستور زمانہ کے مطابق اپنی دو صاحب زادیوں (حضرت رقیہ وام کلثوم) کا اپنے چچا ابولہب کے بیٹوں سے انتساب نکاح کر دیا تھا۔ اور دیگر رسومات یعنی رخصتی وغیرہ ادا نہیں کی گئی تھیں۔ اسلام کا دور شروع ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا، وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور ابولہب کی مذمت کی گئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں کو کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دلوادی۔ اہلسنت کی کتب سے تو یہ ثابت ہے ہی لیکن اہل تشیع علماء نے بھی اس بات کو قبول کیا ہے۔

ہمشیرگان کو ابولہب کے لڑکوں کے طلاق دینے کے بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی سیدہ رقیہ کا نکاح سیدنا عثمان غنی ؓ سے کر دیا۔ حضرت ابن عباس ؓ کی روایت کے مطابق یہ نکاح حکم خداوندی پر ہوا۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ، سیدنا عثمان غنی ؓ کے حق میں فرماتے ہیں کہ نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان ؓ کو ایک صاحبزادی نکاح کر کے دی، پھر اپنی دوسری صاحب زادی ان کے نکاح میں دے دی۔ (کنز العمال)

اللہ تعالیٰ نے سیدہ رقیہ بنت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حسن و جمال کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ سیدہ کا نکاح جب سیدنا عثمان ؓ سے ہوا تو اس دور کی قریش کی عورتیں ان پر رشک کیا کرتی تھیں، اور دونوں کے حسن و جمال کو ان الفاظ سے تعبیر کیا کرتی تھیں۔ ''انسان نے جو حسین ترین جوڑا دیکھا ہے وہ رقیہ اور ان کے خاوند عثمان ہے''۔ (ذخائر العقبیٰ)

یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا، مسلمانوں پر ہر طرح سے دباؤ ڈالے جا رہے تھے اور ظلم و تشدد کی حد پار کی جا رہی تھی، تو ان دنوں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو آموز مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا مشورہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشورہ سے جن صحابہ ؓ کرام نے حبشہ ہجرت کی ان نفوس قدسیہ کے ساتھ سیدنا عثمان غنی ؓ اپنی زوجہ حضرت رقیہ ؓ ہمراہ تھے۔ اسی موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ: ''عثمان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل عیال کے ساتھ ہجرت کی''۔ (البدایہ)

ہجرت کرنے کے بعد ایک عرصہ تک ان ہجرت کرنے والوں کے احوال معلوم نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سخت پریشان تھے۔ اسی دوران قریش کی ایک عورت حبشہ سے واپس آئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے مہاجرین کے حالات معلوم کیے تو وہ کہنے لگی اے محمد! آپ کی بیٹی اور داماد کو میں نے دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پوچھا کس حالت میں ہیں؟ کہنے لگی آپ کے داماد عثمان اپنی زوجہ کو سواری پر بٹھائے لے جا رہے تھے اور خود پیچھے سے سواری کو ہانک رہے تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائیہ جملہ فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب اور ساتھی ہو۔'' (البدایہ) حبشہ سے مکہ واپسی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مدینہ ہجرت فرما چکے تھے تو دوسری مرتبہ اس معزز جوڑے نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اسی لیے ''ذوالہجرتین'' کے لقب سے ملّقب ہوئے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے دو بچوں نے جنم لیا۔ پہلا بچہ حبشہ میں پیدا ہوا جو ناتمام تھا۔ وہیں پر دوسرے بچے نے جنم لیا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت اسی نام سے ''ابوعبداللہ'' مشہور ہوئی۔ اہل سیر لکھتے ہیں حضرت عبداللہ تقریباً چھ برس کی عمر کو پہنچے تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں ٹھونگ لگا کر زخمی کر دی۔ جس کی وجہ سے ان کا چہرہ متاثر ہو گیا تھا پھر ٹھیک نہ ہو سکا اسی حالت میں اپنی والدہ محترمہ کے بعد چار ہجری مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔

اہل سیر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ کے انتقال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ رنجیدہ ہوئے اور اس پریشانی کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ کو اٹھا کر گود میں لیا اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رحیم وشفیق بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ نماز جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پڑھائی اور حضرت عثمان قبر میں اترے اور انہیں دفن کر دیا۔ (انساب الاشراف)

سیدنا اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوشت کا ایک پیالہ مجھے عطا فرمایا اور حکم فرمایا کہ عثمان کے گھر پہنچا دیں، کہتے ہیں میں ہدیہ لے کر حضرت عثمان کے گھر گیا تو وہاں حضرت عثمان اور ان کی اہلیہ حضرت رقیہ دونوں موجود تھے۔ میں . نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدیہ پیش کر دیا۔ حضرت اسامہ کہتے ہیں میں نے اس سے پہلے ایسا ''عمدہ جوڑا'' نہیں دیکھا تھا۔ میاں بیوی دونوں ہی حسن وجمال میں بڑے فائق تھے۔ (البغوی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی اور داماد کی خیر وخبر لینے کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو سیدہ رقیہ اپنے خاوند حضرت عثمان کا سر دھو رہیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا بیٹی اپنے خاوند کے ساتھ اچھا سلوک رکھا کرو۔ عثمان میرے اصحاب میں اخلاق میں میرے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔

مدینہ منورہ میں اقامت کے دوران غزوہ بدر کا معرکہ پیش آیا۔ مسلمان تیاری میں لگے ہوئے تھے کہ آپ کی لختِ جگر سیدہ رقیہ اچانک بیمار پڑ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے داماد حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ رقیہ بیمار ہیں آپ ان کی تیمار داری کے لیے یہیں مدینہ میں مقیم رہیں۔ حضرت عثمان کی خواہش شرکت کی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے عثمان! آپ کے لیے بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر اجر ہے غنیمت میں حصہ بھی ہے۔'' (بخاری)

عین جنگ بدر کے موقع پر یہ غم ناک واقعہ پیش آیا کہ سرکار دوجہاں کی لختِ جگر حضرت رقیہؓ اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئیں (اناللہ وانا الیہ راجعون)

غزوہ بدر کی خوشخبری لے کر حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت سیدتنا رقیہ رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے والے حضرات اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے۔

چند ایام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو سیدھے جنت البقیع میں تشریف لے گئے، اور مدینہ منورہ کی عورتیں بھی جمع ہو گئیں اور سیدہ رقیہ پر رونے لگیں۔ اس موقع پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں۔ اپنی پیاری بہن کے غم میں قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک اور کپڑے سے حضرت فاطمہؓ کے آنسو صاف کیے اور انہیں صبر وسکون کی تلقین فرمائی۔ (ابوداؤد)

حضرت فاطمہؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

تحریر: بنت عبدالغفار (میاں چنوں)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اور عظمت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپؓ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحب زادی ہیں، ایک طرف دخترِ رسول ہونے کا اعزاز اور دوسری طرف آپ کی بے مثال شخصیت اور کردار نے آپ کی شان کو چار چاند لگا دیے۔ آسمان اور زمین کے درمیان محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اولاد میں سب سے عزیز ترین اگر کوئی شخصیت تھی تو وہ آپ کی لختِ جگر حضرت فاطمہ ہی تھیں، جیسے چھوٹے بچوں سے والدین کو زیادہ محبت ہوتی ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ سے بھی زیادہ محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: جس نے فاطمہ کو تنگ کیا اس نے مجھے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تنگ کیا اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تنگ کیا، جس نے اللہ تعالیٰ کو تنگ کیا تو وہ جلد اسے اپنی پکڑ میں لینے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں تو اپنی سبھی صاحبزادیوں سے محبت کرتے تھے لیکن سیدہ فاطمہ کے بارے آپ کا انداز ہی نرالا تھا۔ جب سیدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کا بوسہ لیتے اور ان کے لیے اپنی چادر بچھا دیتے تھے۔ اسی طرح سیدہ فاطمہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتیں تھیں۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو سیدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑی ہو جاتیں، آپ کا بوسہ لیتیں۔

مکہ مکرمہ کے پرصعوبت حالات میں

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم میں نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک بدبخت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر جانور کی گندگی بھری اوجھڑی ڈال دی، اس کے وزن سے آپ سجدے سے سر نہیں اٹھا پا رہا تھا، حضرت فاطمہ تک اس کی خبر پہنچی تو آپؓ دوڑی دوڑی آئیں اور آ کر غلاظت کا ڈھیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہٹایا، آپ ا غصے کی شدت میں تھیں جس کا اظہار آپ کی زبان سے ہو رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض الوفات میں

حضرت فاطمہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائیں تو آپ نے سیدہ کو اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھایا اور ان کے کان میں سرگوشی کی جسے سن کر سیدہ فاطمہ رونے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سیدہ کے کان میں سرگوشی کی جسے سن کر سیدہ فاطمہ مسکرانے لگیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آپ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کیا کہا تھا تو سیدہ فاطمہ نے فرمایا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشاں نہیں کروں گی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سیدہ عائشہ نے قسم دے کر پوچھا کہ قسم ہے آپ کو اس حق کی جو میرا آپ پر ہے، مجھے بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کان میں کیا سرگوشی کی تھی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب پہلی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے کان میں سرگوشی کی تو اپنی وفات کی خبر دی اور میں رونے لگ گئی پھر دوسری بار آپ نے سرگوشی کی اور فرمایا: فاطمہ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور دنیا سے جانے کے بعد مجھ سے سب سے پہلے آپ ملو گی، یہ سن کر میں ہنسنے لگی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے کچھ ماہ بعد سیدہ فاطمہ وفات پا گئیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر 6)

شانِ علیؓ بزبانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبدالرؤف چودھری

لسان نبوت سے اسداللہ کا لقب پانے والے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان چار نفوس قدسیہ میں سے ہیں جن کو اللہ نے خلافت موعودہ کا تاج پہنا کر عالم اسلام کا چوتھا خلیفہ بننے کا شرف بخشا، آپ رضی اللہ عنہ ان دس افراد میں شامل ہیں جن کو مقصود کائنات ﷺ نے دنیا ہی میں اور ایک ہی مجلس میں نام لے کر جنتی ہونے کے تمغے عنایت فرمائے، آپ کا شمار ان 313 افراد میں ہوتا ہے جن کے بارے میں مالک ذوالمنن نے اعلان فرما دیا تھا جو بدر میں شریک ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی بعد والی زندگی کے لیے بھی معافی کا اعلان فرما دیا، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شمار ان معزز بزرگوں میں بھی ہوتا ہے جن سے حدیبیہ میں اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اپنی رضا کا اعلان فرمایا اور فرمایا "ید اللہ فوق ایدیھم"۔ ان ہاتھوں کے اوپر اللہ کا ہاتھ ہے۔

سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے کچھ مقامات اور امتیازات بھی ہیں جن سے آپ کے خصوصی مقام کا پتہ ملتا ہے اور جبیں عقیدت آستانہ مرتضوی پر جھک جاتی ہے"۔ ان امتیازات میں چند امتیازات احادیث نبویہ کی روشنی میں ہم رقم کرتے ہیں۔ غزوہ خیبر میں آپ رضی اللہ عنہ کی جرات وبہادری کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، مزید یہ کہ آپ نے کفار کے سب سے بڑے بہادر اور جنگجو "مرحب" کی کھوپڑی اڑا کر اپنی بہادری کے چرچے زبان زد عام کر دیے۔ چنانچہ بخارہ شریف کی روایت ہے سیدنا سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن رسول کریم ﷺ نے فرمایا "میں صبح جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جسے اللہ اور اس کے رسول دوست رکھتے ہیں، صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھما دیا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرما دی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ومرشدنا علی المرتضیٰ کوئی معمولی ہستی نہ تھے، اللہ تعالیٰ جس سے پیار کرے اور رسول خدا ﷺ جس کو محبوب رکھے اس کا عالی مرتبہ ہونا کس سے مخفی نہیں ہو سکتا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو پیچھے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر گئے، سیدنا علیؓ میدان جنگ میں اپنی بہادری کے جوہر دکھانا چاہتے تھے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض بھی کی کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں، اس پر "وما ینطق عن الھوی" کی مصداق زبان اقدس نے فرمایا: اے علی" کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تو میرے ساتھ اس نسبت پر رہے جو نسبت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی"۔ مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں "میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔ علامہ خالد محمود مرحوم اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت ملی اور وہ نبوت، ماتحت نبوت تھی شریعت تورات کی تھی، میری امت میں ایسا بھی کوئی نبی نہیں آئے گا، مزید لکھتے ہیں حضرت موسیٰ کے بعد ہارون علیہ السلام خلیفہ نہیں بنے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون تھے اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کبھی بھی خلیفہ نہ ہوں گے۔

اور کارواں بنتا گیا

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان نے اپنا 22 واں یوم تاسیس ''تجدید عہد وفا و یکساں نظام تعلیم'' کے عنوان سے منایا۔ ملک بھر میں اسی مناسبت سے سیمینارز، تربیتی نشستوں، ٹی پارٹیز، پرچم کشائی اور دیگر تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔ جن میں ایم ایس او پاکستان کے مرکزی اور صوبائی سطح کے ذمہ داران کے ساتھ ساتھ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد نے خطاب کیا اور مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی 21 سالہ جدوجہد کو سراہتے ہوئے اسے مستقبل کے لیے نوید سحر قرار دیا۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پنجاب

ایم ایس او پاکستان کے 22 ویں یوم تاسیس کے موقع پر 05 جنوری بروز جمعرات پریس کلب فیصل آباد میں ''یوم تاسیس بعنوان: یکساں نظام تعلیم طلبہ سیمینار'' کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار سے امیر شوری MSO پاکستان رانا محمد ذیشان، ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر، صوبائی وزیر خیال احمد کاسترو، ممبر پنجاب اسمبلی میاں طاہر جمیل، عثمان گجر ڈپٹی ترجمان پاکستان تحریک انصاف، قاسم حبیب رہنما پاکستان مسلم لیگ ن، عبید عباسی صدر MTM، رانا شاہد منیر منج صدر بار فیصل باد، رانا نوید اسلم ممبر چیمبر آف کامرس، پرنسپل پریس کلب انسٹیٹوٹ فیصل آباد، پروفیسر عتیق الرحمان، چیرمین پریس کلب انسٹیوٹ فیصل آباد، حفیظ چودھری چیئرمین اسلامک رائٹرز موومنٹ اور دیگر مذہبی، سیاسی وسماجی شخصیات نے خطاب کیا۔

22 ویں یوم تاسیس کی مناسبت سے ایم ایس او اسلام آباد کے زیر اہتمام ایوان قائد اسلام آباد میں یکساں نظام تعلیم طلبہ سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار سے امیر شوری MSO رانا ذیشان، ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر، علی محمد خان تحریک انصاف، نائب مہتمم جامعہ محمدیہ مولانا تنویر احمد علوی، زمرد خان چیرمین ہوم سویٹ ہوم، عبداللہ گل تحریک نوجوانان پاکستان، ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ ،شہزاد عباسی، ظہور الٰہی مہتمم مرکز اسلامی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ثالث مجلس احرار اسلام، اعزاز الحق عباسی، پروفیسر جان محمد خان انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، برگیڈیئر امیر حیدر برقی، مبشر عباسی انصاف یوتھ، عبید عباسی صدر مسلم طلبہ محاذ، خزیمہ سمیع الحق اور دیگر مقررین نے خطاب کیا اور ایم ایس او کی 21 سالہ جدوجہد کو خراج تحسین پیش کیا۔

ایم ایس او اسلام آباد کے زیر اہتمام کشمیری بھائیوں سے اظہار یکجہتی کے لیے 05 فروری کو ''عزم آزادی کشمیر طلبہ ریلی'' کا انعقاد کیا گیا۔ ریلی کی قیادت مرکزی ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر نے کی۔

ایم ایس او کھنہ پل راولپنڈی کے زیر اہتمام 22 جنوری بروز اتوار یار غار و مزار طلبہ سیمینار یا انعقاد کیا گیا، سیمینار سے ناظم پنجاب اور دیگر ذمہ داران نے سیدنا ابوبکرؓ صدیق کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی۔

ایم ایس او راولپنڈی کے زیر اہتمام 27 جنوری بروز جمعہ بعد نماز جمعہ سیوڈن ہالینڈ میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے خلاف ''حرمت قرآن طلبہ ریلی'' مرکزی ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر کی زیر قیادت نکالی گئی اور سیوڈن کا پرچم نظر آتش کیا گیا۔

ایم ایس او مری کے زیر اہتمام حرمت قرآن طلبہ ریلی 29 جنوری بروز اتوار نکالی گئی۔

ایم ایس او لاہور کے زیر اہتمام ذمہ داران وکارکنان کی علمی فکری، اصلاحی تربیت کے لیے ضلعی تربیتی کنونشن کا انعقاد 26 جنوری بروز جمعرات کیا گیا۔ تربیتی کنونشن سے مرکزی ناظم تربیتی امور عبدالروف، ناظم مالیات پنجاب عمیر احمد مکی اور دیگر ذمہ داران نے خطاب کیا۔ سیشن 2022/23 میں بہترین کارکردگی پیش کرنے والے ذمہ داران کو ایوارڈ دیے گئے، اسی طرح امسال اپنی تعلیم مکمل کرنے والے دینی وعصری طلبہ کو بھی شیلڈز دی گئیں۔

سویڈن ہالینڈ میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے خلاف ایم ایس او لاہور کے زیر اہتمام ''حرمت قرآن طلبہ ریلی''، مسلم ٹاؤن تا پریس کلب نکالی گئی، ریلی کی قیادت ضلعی ناظم عبدالماجد نے کی۔

ایم ایس او یونٹ مسلم ٹاؤن کے زیر اہتمام 05 فروری بروز اتوار کو مقامی ریسٹورنٹ میں تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا، تربیتی ورکشاپ سے ضلعی ذمہ داران، ماہرین تعلیم اور مرکزی ترجمان MSO پاکستان محمد حنیف خان نے خطاب کیا۔

یار غارو رضی اللہ عنہ مزار سیمینارز

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے یوم وفات 22 جمادی الثانی کی مناسبت سے راولپنڈی یونٹ کھنہ پل کے زیر اہتمام سیمینار سے ناظم پنجاب بلال ربانی، چکوال یار غارو مزار سیمینار سے امیر شوری MSO پاکستان رانا محمد ذیشان، ناظم اطلاعات پنجاب شرجیل احسن، معاون ناظم عمومی پنجاب اسامہ قریشی اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اطفال کوئز مقابلے کا انعقاد بلدیہ ہال ٹوبہ میں کیا گیا، جس میں 96 بچوں نے حصہ لیا اور پوزیشنیں حاصل کیں، پروگرام کے مہمان خصوصی ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر نے خطاب کیا۔

سیالکوٹ چونڈہ سٹی کے زیر اہتمام یار غارو مزار سیمینار سے مرکزی ترجمان محمد حنیف خان، ناظم پنجاب بلال ربانی نے خطاب کیا۔

گجرانوالہ یار غارو مزار سیمینار سے مرکزی ناظم اطلاعات ونشریات اعزاز الحق عباسی نے سیرت صدیق اکبر پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

ایم ایس او چیچہ وطنی کے زیر اہتمام 22 جمادی الثانی کو تقریباً مختلف 05 مقامات پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کی مناسبت سے دروس قرآن کا اہتمام کیا گیا جس سے مرکزی ناظم تربیتی امور MSO پاکستان عبدالرؤف نے گفتگو کی۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سندھ

ایم ایس او سکھر کے زیر اہتمام 19 جنوری بروز جمعرات دن 11 بجے مہران کلچر سنٹر سکھر میں ''یکساں نظام تعلیم طلبہ سیمینار'' کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار کے مہمان خصوصی ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر تھے۔ ان کے علاوہ سابق ناظم اعلیٰ MSO پاکستان مولانا محمد احمد معاویہ، مرکزی ناظم عمومی ارسلان کیانی، ناظم سندھ عمر فاروق عباسی اور ماہرین تعلیم، سیاسی جماعتوں کے قائدین، سماجی شخصیات، مذہبی اکابرین، برادر طلبہ تنظیموں کے نمائندگان اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد نے یکساں نظام تعلیم کی افادیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔

سویڈن میں قرآن کریم کی بے حرمتی کے خلاف ایم ایس او سکھر کے زیر اہتمام

''حرمت قرآن طلبہ ریلی'' نکالی گئی، ریلی کی قیادت صوبائی ترجمان اعظم طارق نے کی۔

05 فروری یوم یکجہتی کشمیر کے موقع پر کشمیری بھائیوں سے اظہار یکجہتی کے لیے ایم ایس او سکھر کے زیر اہتمام ''عزم آزادی کشمیر طلبہ ریلی'' نکالی گئی۔

ایم ایس او کراچی کے زیر اہتمام فضلاء ویار غار و مزار سیمینار بنوریہ ریسٹورنٹ میں منعقد کیا گیا۔ سیمینار سے مفتی اعظم پنجاب مفتی حبیب الرحمن درخواستی، مولانا علی شیر رحمانی، مذہبی سکالر مفتی محمد زبیر، امیر شوری MSO پاکستان رانا محمد ذیشان، ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر، ناظم سندھ عمر فاروق عباسی اور دیگر شخصیات نے خطاب کیا۔ سیمینار میں 175 سے زائد فضلاء مدارس کی دستار بندی کی گئی اور عصری تعلیم مکمل کرنے والے سٹوڈنٹس کو ایوارڈ سے نوازا گیا۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن آزادکشمیر

ایم ایس او بھمبر کشمیر کے زیر اہتمام یار غار و مزار سیمینار سے مرکزی رہنما مفتی راجہ وسیم صدیقی، چوہدری فرید ایڈووکیٹ، مفتی انعام الحق پروفیسر صدیق اور دیگر نے خطاب کیا۔

ایم ایس او جامعہ کشمیر کے زیر اہتمام 22ویں یوم تاسیس کی مناسبت سے ''لہو میں بھیگی وفا کی بستی'' کے عنوان سے جامعہ کشمیر میں سیمینار کا انعقاد 31 جنوری کو کیا گیا، سیمینار سے ناظم اعلیٰ MSO پاکستان سردار مظہر، مہتاب حمید ایڈووکیٹ اور دیگر نے خطاب کیا۔

ایم ایس او خانیوال کے زیر اہتمام 22 جنوری بروز اتوار دن 11 بجے یکساں نظام تعلیم سیمینار کا انعقاد اسلامیہ سکول کبیروالا میں کیا گیا، سیمینار سے مرکزی ناظم تربیتی امور عبدالرؤف، ناظم عمومی پنجاب علی حیدر، ناظم تربیتی امور سندھ حسن عتیق نے گفتگو کی۔

ایم ایس او خانیوال کے زیر اہتمام ضلعی تربیتی کنونشن 2 فروری بروز جمعرات کو منعقد ہوا، کنونشن سے مرکزی ناظم مالیات اعزاز الحق عباسی، ناظم عمومی پنجاب علی حیدر نے تربیتی گفتگو کی۔ کنونشن کے اختتام پر فضلاء مدارس کو شیلڈز دی گئیں۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے پی کے

ایم ایس او پشاور کے زیر اہتمام 25 جنوری بروز جمعرات پریس کلب پشاور میں یکساں نظام تعلیم و فضلاء سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار سے مرکزی ناظم اعلی MSO پاکستان سردار مظہر، مرکزی ناظم مالیات اعزاز الحق عباسی اور دیگر حضرات خطاب کیا۔

ایم ایس او ایبٹ آباد کے زیر اہتمام یکساں نظام تعلیم وتقریری مقابلہ کا انعقاد پریس کلب میں کیا گیا۔ سیمینار سے ناظم اعلی MSO پاکستان سردار مظہر، ناظم مالیات اعزاز الحق عباسی، مرکزی ترجمان محمد حنیف خان اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

ایم ایس او مانسہرہ کے زیر اہتمام فضلاء سیمینار بعنوان ''فاتح عرب وعجم سیدنا معاویہؓ'' کا انعقاد 16 فروری بروز جمعرات مون ہوٹل چنار روڈ پر کیا گیا۔ سیمینار سے مرکزی ناظم اعلی ایم ایس او پاکستان سردار مظہر اور مختلف مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات نے خطاب کیا۔

یوم حیا واک

14 فروری ویلنٹائن ڈے کے خاتمے اور نوجوان نسل میں حیا کا شعور اجاگر کرنے کے لیے اسلامک یونیورسٹی، ایچ 8 کالج، ایرڈ یونیورسٹی راولپنڈی میں حیا واک کیا گیا اور بھرپور سوشل میڈیا کمپین کی گئی۔

22 رجب یوم وفات سیدنا معاویہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم وفات کی مناسبت سے ضلعی سطح پر فاتح عرب وعجم سیمینارز، دروس قرآن، تربیتی نشستوں، تعلیمی اداروں میں فلیکسز لگائے گئے۔ لٹریچر کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔

بقیہ شان علی بزبان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا علی المرتضیٰؓ نے قسم کھا کر فرمایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عہد دیا تھا کہ "مجھ سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کر سکے گا اور منافق کے سوا کوئی بغض نہیں رکھے گا"۔ دوسری جگہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجمع الاوسط کی روایت ہے کہ "میری محبت اور حضرات شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کا بغض ایک سینے میں جمع نہیں ہوسکتا" حضرت علیؓ کے اس فرمان سے بالکل واضح ہوگیا کہ جو سیدنا علیؓ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن سیدنا ابوبکرؓ وعمرؓ سے بغض رکھتا ہے وہ سیدنا علیؓ کے فرمان کی روشنی میں اپنے دعوی میں جھوٹا ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، اور میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے اور اس سے دوستی رکھنے والا ہے۔ کسی سے اس کو بغض نہ ہوگا۔ ترمذی کی ہی دوسری روایت میں ارشاد نبوی ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں، میری بات میری طرف سے دوسروں کو میں کہوں یا علی کہے۔ یہ چند ایک روایات ہم نے مناقب علی رضی اللہ عنہ پر رقم کر دی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں ایسی بہت سی روایات بھی موجود ہیں جو گھڑ لی گئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اور خاندان علی سے سچی اور سُچی محبت نصیب فرمائے اور ہمیں صحابہؓ واہلبیت کے در کی نوکری نصیب فرمائے آمین

بزم نقیب طلبہ ۔۔۔۔ ایم ایس او کا ترجمان

حمزہ صفدر جھنگ

کسی بھی تنظیم کا ترجمان رسالہ اس تنظیم کی دعوت، پیغام اور اس تنظیم کے چہرہ کی حثیت رکھتا ہے اس اعتبار سے نقیب طلب انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ ملک کے طول وعرض میں اپنا ایک منظم اور منفرد سیٹ اپ رکھنے والی طلبا تنظیم مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کا ترجمان رسالہ ہے یعنی کہ نقیب طلبہ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان کی دعوت، پیغام اور چہرہ ہے۔ اس رسالے سے جہاں تنظیمی عنوانات پر بہت کچھ سیکھنے کو ملا وہیں پر یہ نظریات کو جلا بخشنے میں بھی ممد ومعاون ثابت ہوا اور سیاسی وسماجی شخصیات تک اپنا پیغام پہچانے میں آسان ہدف ثابت ہوا۔ نیز اس رسالے کی بدولت اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے اور ملک وملت کی تعمیر وترقی میں مثبت کردار ادا کرنے کا جذبہ بھی بیدار ہوا۔ دعا ہے کہ رب اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رسالہ کے منتظمین کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے اور قارئین کو اس کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نظریاتی اور فکری ادب کا ترجمان

محمد توصیف خالد خانیوال

نقیب طلبہ کا نام پہلی مرتبہ کان میں پڑا تو یہ گمان ہوا کہ جس انداز کو اپنا کر بہت سے رسائل و جرائد دنیائے علم وادب کے افق پر طلوع ہوتے رہے، "ادب برائے ادب" کو فروغ دے رہے ہیں، اور جس طرح مخصوص طبقہ میگزین کے صفحات پر کرنے کے لیے اپنی اجارہ داری قائم کر لیتا ہے۔ اسی نہج اور راستے کو شاید نقیب طلبہ نے بھی اپنایا ہوگا۔ لیکن نقیب طلبہ کو اس لحاظ سے بالکل منفرد، انوکھا اور بامقصد پایا، اس میں اسلامی نظریات وافکار کو ادبی صورت میں پیش کر کے سمجھایا جاتا ہے۔ خصوصا "خیار الامہ" یعنی صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہونے والے بے جا اعتراضات کے تحقیقی اور مسکت جوابات زبان وبیان کی رعایت کرتے ہوئے انتہائی عام فہم اسلوب میں پیش کیے جاتے ہیں، جسے ہر عام وخاص با آسانی سمجھ سکتا ہے۔ نو آموز لکھنے والوں کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم ہے جس میں بلا تفریق مسلک و مشرب ہر لکھاری اپنے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ الحمدللہ! اب اس کی افادیت واہمیت کے پیش نظر نقیب طلبہ کا مستقل قاری بن چکا ہوں۔ آپ بھی نظریاتی اور فکری پختگی پیدا کرنے کے لیے اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کریں۔

ہمارا نوجوان

تحفظات، خدشات، اقدامات

سفیان علی فاروقی لاہور

سیدنا عثمانؓ ذالنورین کی مظلومانہ شہادت کے بعد صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے قصاص عثمان کا مطالبہ کیا، لیکن وقتی حالات کی وجہ سے سیدنا علی ابھی اس پوزیشن مین نہیں تھے۔ قصاص کا مطالبہ کرنے والے اپنی جگہ مخلص اور سیدنا علیؓ اپنی جگہ مخلص و مجبور تھے، لیکن منافقین اور سبائیوں نے جزوی اختلاف رائے کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور اختلاف کو انتشار کی حد تک پھیلا دیا جس کی وجہ سے سیدنا علیؓ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

اختلاف کے باوجود حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کے دلوں میں کوئی بغض وعناد نہیں تھا، انہیں اختلاف کے دنوں میں ایک غیر مسلم رومی نے سیدنا علیؓ کو دھمکی دی کہ میرے تابع ہوجائیں ورنہ تختہ اُلٹ دوں گا تو سیدنا معاویہؓ نے رومی حکمران کو خط لکھا اور اسے ان الفاظ سے مخاطب کیا کہ ''او رومی کتے'' اگر تو نے علیؓ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو سب سے پہلے معاویہ، علی کا سپاہی بن کر تیرے بخیے اکھاڑ پھینکے گا۔ سیدنا معاویہؓ کی دھمکی سے وہ مرعوب ہوگیا اور اس کو دوبارہ ایسی جرات نہ ہوسکی۔

اسی طرح سیدنا علیؓ نے جنگ صفین کے بعد یہ بات بصورت خط لکھوا کر تمام شہروں میں نشر کروائی کہ ظاہر ہے کہ ہمارا رب ایک ہے، ہمارے نبی ایک ہیں اور ہماری دعوت اسلام ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے پر نہ ہم ان سے زیادہ ہیں نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں، ہماری اور ان کی دینی حالت ایک جیسی ہے مگر خون عثمان کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا حالانکہ ہم اس سے بری ہیں۔ (نہج البلاغہ)

*حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگوں! تم معاویہ کی گورنری اور امارت کو نا پسند مت کرو کیونکہ اگر تم نے انہیں گم کر دیا تو دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے، جس طرح حنظل کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے (البدایہ والنہایہ)

سیدنا علیؓ اور سیدنا معاویہ کا اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے لیے یہ انداز ''اشدآء علی الکفار رحماء بینھم'' کی تفسیر ہے۔

حضرت معاویہؓ سیدنا علی کی شہادت کی اطلاع پر تڑپ اٹھے اور بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ اے لوگو آج لوگ کتنے علم وفضل اور بزرگی سے محروم ہوگئے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے ایک شخص سے کہا کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے اوصاف بیان کرو جب اس نے سیدنا علیؓ کی تعریف وتوصیف کی تو سیدنا معاویہ بہت روئے اور کہا اللہ پاک ابوالحسن پر رحم کرے، اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے (الاستیعاب مع الاصابہ تحت علی بن ابی طالب) اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ رب پاک ہمیں صحابہؓ کرام کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

عمومی طور پر پندرہ سے پچیس سال کی عمر کے افراد کو نوجوان کہا جاتا ہے (اور پاکستان میں تقریباً ساٹھ فیصد آبادی انہی نوجوانوں پر مشتمل ہے)دوسرے لفظوں میں امنگوں ،صلاحیتوں، جفاکشی، بلند حوصلگی اور بہترین عزائم کا دوسرا نام نوجوانی ہے، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی بھی انقلاب وہ چاہے مذہبی سطح کا ہو، سیاسی ہو، معاشرتی یا اقتصادی ہو، سماجی یا سائنسی ہو انہی نوجوانوں کے رہینِ منت ہے اسی طرح ایک مسلم نوجوان کو بہت سارے پہلوؤں سے خود کو بچانا بھی پڑتا ہے جو کہ بلاشبہ کسی جہاد سے کم نہیں، دنیا کی کشش اور اس کی چکا چوند بسا اوقات اسے مقصدیت سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے تو وہ اسلام کی پیش کردہ حفاظتی تدابیر اختیار کر کے اپنی حفاظت کرتا ہے۔

یہ فطرتی بات ہے کہ نوجوان اپنے اردگرد موجود ماحول میں تبدیلی کا بہترین وکیل ہوتا ہے اور اگر اس کی تربیت ڈھنگ سے کی گئی ہو تو وہ ایک مثبت اور بہترین تبدیلی کا استعارہ بن کر نمودار ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ایک نوجوان سماجی ،ثقافتی، معاشی اور معاشرتی اصلاحات کے ذریعے لوگوں کی زندگیوں میں بہتری لانے کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالتا ہے اس سلسلہ میں بھی اسلام ایک صحت مند اور توانا نوجوان کو پسند کرتا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے، اسلام میں ایک صحت مند اور توانا نوجوان ایک صحت مند اور توانا دماغ کا مالک اور ایک صحت اور توانا دماغ ایک صحت مند اور توانا معاشرے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

نوجوانوں کے فرائض پر تو بہت زیادہ گفتگو کی جاتی ہے جیسے بحیثیت ایک انسان کے اس پر کیا کیا لازم ہے، بحیثیت ایک خاندان کے فرد کے ،بحیثیت ایک برادری کے فرد کے، بحیثیت ایک معاشرے کے فرد کے، بحیثیت ایک ملک کے شہری کے وغیرہ وغیرہ لیکن ان سب کے ذمہ اس نوجوان کے کیا کیا حقوق ہیں اس پر بہت کم گفتگو کی جاتی ہے اور آج ہم اسی موضوع پر جامع و مانع انداز میں بات کریں گے۔

نوجوانوں کے حقوق:

1:۔بہتر پرورش اور نشوونما، 2:۔بہتر تعلیم تک رسائی ، 3:۔بہتر روزگار تک رسائی ۔4:۔جان و مال کا تحفظ، 5:۔ ان کی معاشرتی ،سماجی و معاشی خدمات میں بہتر معاونت، 6:۔خاندانی ، معاشرتی، ملکی و سیاسی معاملات میں برابر کی رسائی، 7:۔ان کے مسائل کو سننا اور اس کا بہتر حل پیش کرنا، 8:۔بروقت شادی، 9:۔ان کے رجحانات اور خداداد صلاحیتوں کی پرکھ اور درستگی ،10:۔ان کے اچھے کاموں کی پزیرائی، وغیرہ شامل ہیں۔

نوجوانوں کے متعلق ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری:

جب تک ہم اپنے نوجوانوں پر محنت نہیں کریں گے، ان کے حقوق کا خیال نہیں رکھیں گے ،انہیں بہتر ماحول فراہم نہیں کریں گے تو اس وقت تک ان سے سو فیصد نتائج حاصل نہیں کئے جاسکتے، یہ جو آج جنریشن کا گیپ ہمیں تباہ کرتا جا رہا ہے اس کا یہی سبب ہے کہ ہم نے اپنی نوجوان نسل کے لیے ٹارگٹ غلط چن لیے ہیں، ہم انہیں سیکھا کچھ اور رہے ہیں اور نتائج کچھ اور ہی چاہتے ہیں ،یعنی گھاس بو کر گندم کی امید لگائے بیٹھے ہیں جو کہ کبھی نہیں ہو سکتا ہمیں اپنی نوجوان نسل کو بحیثیت ریاست اور بحیثیت ایک معاشرے کے کیا ماحول فراہم کرنا چاہیے کچھ چیزوں کو ترتیب وار ذکر کرتے ہیں۔

1:۔کارآمد تعلیم تک رسائی:

ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ باشعور اور کارآمد نوجوان بنانے کے لیے ان کی معیاری تعلیم کا فری یا قابلِ حصول بندوبست کیا جائے اور اس میں سماجی ،معاشرتی یا طبقاتی تفریق کا کوئی شائبہ تک نہ ہو، ہمارے ہاں بدقسمتی سے کبھی بھی تعمیری تعلیم ترجیحات میں شامل نہیں رہی جس کی وجہ سے ہمارے پورے پاکستان میں کوئی بھی سرکاری یا پرائیویٹ تعلیمی ادارہ نہیں جو دنیا کے پہلے 100 اداروں میں شامل ہو(دینی مدارس کو نکال

کر کیوں کہ بے شمار کمزوریوں کے باوجود لوگوں کے چندوں سے چلنے والے یہ ادارے دنیا کے پہلے دس بہترین دینی اداروں میں شامل ہوتے ہیں)۔

ہمارے ہاں معیاری تعلیم نہ ہونے کی چند ایک وجوہات میں تعلیمی نصاب میں اعلیٰ تعلیمی اداروں میں قومی زبان میں نہ ہونے کے ساتھ ساتھ تعمیری اور اخلاقی مواد کا نہ ہونا بھی شامل ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ایک جمود کی کیفیت طاری ہے اور اس میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قابل، ذہین اور حب الوطنی کے جذبات سے موجزن اساتذہ کی بے توقیری اور ان کا مجبوراً ملک سے نقل مکانی کرنا بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ایک مرتبہ کسی نے ایک ماہر تعلیم سے پوچھا کہ آپ اس ملت کے مستقبل کے حوالے سے کیا کہنا چاہیں گے تو انہوں نے کہا کہ مجھے ان کا نظام تعلیم دکھا دو میں ان کا مستقبل بتادوں گا۔

2:۔غربت اور بے روزگاری سے نجات:

ریاست اور معاشرے کی اولین ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کو غربت کی دلدل سے نکالے اور انہیں بے روزگاری کی لعنت سے بچانے کے لیے مستقل سکیمیں، چھوٹے بڑے کاروبار میں سپورٹ، مختلف پروجیکٹس اور ریزن ایبل جابز مہیا کی جائیں۔

اگر ہمارے نوجوان کا فریش اور ذرخیز دماغ مختلف تفکرات اور پریشانیوں میں گھرا ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ مکمل پرفارم نہیں کر پائے گا جس کا لامحالہ نقصان معاشرے اور ملک کو ہوگا اور وہ جمود کا شکار ہو کر ترقی کرنے کی بجائے تنزلی کا شکار ہو جائے گا۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں نوجوانوں کو کوئی بھی ایسی سہولت فراہم نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے ملک کا بے شمار کارآمد برین ملک سے باہر جا چکا ہے۔

3:۔نوجوانوں کے تحفظ کو یقینی بنانا:

کسی بھی ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ اپنے مستقبل یعنی نوجوانوں کو کسی بھی قسم کے علاقائی، لسانی، مذہبی، سیاسی اور ریاستی تشدد (جسمانی وذہنی) سے حفاظت کرے اس کے ساتھ ساتھ انہیں ان کے مقاصد سے ہٹانے والی ہر قسم کی اخلاقی، معاشرتی اور معاشی رکاوٹوں کو دور کرنا، تمام اخلاق باختہ مواد بشمول کسی بھی قسم کی نشہ آور چیزوں سے ان کی حفاظت کرنا اور بہر طور اس کو روکنا بھی ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے۔

4:۔سیاست اور ملکی معاملات میں بھرپور شرکت

ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کو سیاست اور ملکی معاملات میں بھرپور شرکت کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ یہ نوجوان تیار ہو کر ملک وقوم کی بہتر خدمت کر سکیں، نوجوانوں کی ملکی معاملات میں ذمہ داریوں اور ان کے حقوق پر مسلسل حکومتی اور پرائیویٹ سطح پر ورکشاپس اور سیمینارز کا قیام ہونا چاہیے۔

5:۔آزادی اظہار رائے کا حق:

ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کو اپنی بات رکھنے اور کرنے کا بھرپور موقع فراہم کریں اور ان کی زبان بندی کے تمام ہتھکنڈوں کی سختی سے بیخ کنی کی جائے، اس وقت پاکستانی نوجوان بے شمار سماجی اور نفسیاتی مسائل کا شکار ہے اس کو سننا چاہیے اسی سلسلہ میں ایک واقعہ دور نبوی ﷺ کا ہمارے لیے مشعل راہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے زنا کی اجازت دیجیے، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اس نوجوان کی اس بیہودہ فرمائش پر سیخ پا ہوئے مگر نبی کریم ﷺ نے بالکل منفرد انداز میں اس نوجوان کی اصلاح فرمائی، اسے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ کیا تم یہ بات اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو نوجوان نے کہا میری جان آپ پر قربان بالکل پسند نہیں کرتا، پھر آپ ﷺ نے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ کے متعلق یہی استفسار فرمایا اور وہ ہر بار یہی کہتا میری جان آپ پر قربان ہو خدا کی قسم میں ہرگز یہ پسند نہیں کرتا پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے قریب بلایا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی جس کے بعد وہ

کبھی بھی اس بے ہودہ کام کی طرف مائل نہیں ہوا۔سو نوجوانوں کی بات سنیں وہ صحیح یا غلط جو بھی ہو پھر اس کو بہتر انداز میں گائیڈ کریں اس کا رخ ٹھیک کریں اس سلسلہ میں اس کی معاونت کرنا ایک ریاست اور معاشرے کا بنیادی فرض ہے۔

یہ پانچ بنیادی حقوق جو ایک ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے کو ذکر کیا وگرنہ اور بھی بے شمار حقوق ہیں اور اس موضوع پر مزید، بہتر اور زیادہ لکھنے کی ضرورت ہے اور میری دست بستہ اپیل ہے لکھنے اور بولنے والوں سے کہ اس موضوع پر جتنا بہتر لکھ سکتے ہیں لکھیں اب آخر میں چند گزارشات اپنے نوجوان بھائیوں سے بھی ہیں جنہیں اگر مدنظر رکھا جائے تو وہ اپنا معاشرتی اور قومی فریضہ احسن انداز میں ادا کرسکیں گے۔

نوجوانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

1:۔نوجوان اور کیریئرازم:

دین اسلام انسان کی دنیا و آخرت دونوں کی نا صرف فکر کرتا ہے بلکہ دونوں کو سنوارنے اور بہتر بنانے کی جدوجہد کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے، جتنا اسلام نے اس کی جزئیات میں رہنمائی فرمائی ہے شاید ہی کسی اور کے حصے میں آئی ہو، اسلام کہتا ہے دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرو اور خوب محنت سے حاصل کرو لیکن حصول تعلیم کا مقصد محض حصول دولت یا کسی بھی عہدے کا لالچ نہ ہو بلکہ تعمیر انسانیت، ملک وملت کی خدمت کا جذبہ موجزن ہو یعنی تعلیم آپ کو ایک اچھا اور بہتر انسان بننے میں معاون ہو۔

2:۔تعلیمات نبوی ﷺ سے دوری:

ہمارے نوجوانوں کے ان گنت مسائل دین اسلام سے دوری کی وجہ سے ہیں، ہمارا نوجوان اس الجھن میں بھی ہے کہ وہ کس مسلک کے اسلام کو فالو کرے اس کا بھی ایک بہترین حل ہے کہ جو تمام مسالک کی مشترکات ہیں ان پر عمل کرنا شروع کریں اختلاف تو صرف 10 فیصد ہے نوے فیصد پر عمل کریں 10 فیصد خود ہی بے معنی ہوجائیں گے، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سیرت کا مطالعہ کرنا ہر نوجوان کے لیے بہت ضروری ہے تاکہ پتا چلے قرآن پاک پر کیسے عمل کیا جاتا ہے اور قرآن پاک کو کیسے سمجھا جاتا ہے اور اللہ پاک کی رضا کیسے حاصل کی جاتی ہے اور ان لوگوں نے دنیا کو اتنا اچھا اور بہترین معاشرہ کیسے دیا جس کی دنیا آج تک نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔

3:۔اخلاق باختگی اور دیگر عصری مسائل:

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے بہت زبردست بات فرمائی "وقت کا تجدیدی کام یہ ہے کہ امت کے نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلام کی اساسیات اور اس کے نظام وحقائق اور رسالت محمدی ﷺ کا وہ اعتماد واپس لایا جائے جس کا رشتہ اس طبقہ کے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے آج کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ اس فکری اضطراب اور نفسیاتی الجھنوں کا علاج بہم پہنچایا جائے جس میں آج کا تعلیم یافتہ نوجوان بری طرح گرفتار ہے اور اس کی عقلیت اور علمی ذہن کو اسلام پر پوری طرح مطمئن کردیا جائے"۔(نیا طوفان اور اس کا مقابلہ)

آج کا نوجوان جدید عصری مسائل کا شکار ہے جن میں اخلاق باختہ ویڈیوز، مارننگ شوز، ڈرامے، فلمیں اور لٹریچر سرفہرست ہیں جس طرح ایک معاشرے اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کی اخلاقیات اور ان کے عصری مسائل پر توجہ دے اسی طرح نوجوانوں پر بھی ضروری ہے کہ وہ کام جو انہیں ان کی مقصدیت سے ہٹاتا ہو یا کامیابی کے عمل کو سست روی کا شکار کرتا ہو اس سے دور رہے۔عمومی طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ چیزیں ان نوجوانوں کو زیادہ پریشان کرتی ہیں جن کی زندگی کسی بڑے مقصد سے خالی ہوتی ہے جو لوگ کچھ بڑا کرنے کی جدوجہد میں شریک ہوتے ہیں وہ لہو لعب میں ٹائم ضائع نہیں کرتے۔

اسی طرح ہمارے نوجوان کو گلوبلائزیشن کے مضر اثرات کا بھی سامنا ہے جب سے دنیا نے عالمی منڈی کی شکل اختیار کی ہے تو سیکولرازم اور الحادی نظریات نے موجودہ نوجوان نسل کو الجھا کر رکھ دیا ہے جسے ہمارے کچھ اہل قلم حضرات تہذیبی

جنگ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اس سے زیادہ تر وہ نوجوان طبقہ متاثر ہو رہا ہے جو اپنی تہذیب وتمدن کی افادیت اور اپنی ہسٹری سے ناواقف ہے۔

4:۔اسلامی تاریخ سے ناواقفیت:

چوتھی گزارش نوجوانوں سے یہ ہے کہ اپنی اسلامی تاریخ سے واقفیت پیدا کریں ،اپنی تہذیب،اپنے تمدن،اپنے علمی ورثہ سے جڑے رہنا بہت ضروری ہے جو قومیں اپنے عہد رفتہ کے نقوش پر نہیں چلتیں یا انہیں فراموش کر دیتی ہیں ناکامی و نامرادی ان کا مقدر کر دی جاتی ہے۔

ہمیں علم ہونا چاہئے کہ آج یورپ کی تمام تر ترقی اور چکا چوند ہماری قرطبہ اور غرناطہ کی مسلم درسگاہوں کی رہین منت ہے،ہمیں علم ہونا چاہئے کہ جب اندلس فتح کیا گیا تو چند ہزار مسلمان تھے اور جب سقوط اندلس ہوا تو صرف اس کے ایک شہر میں 10 لاکھ مسلمان تھے ،ہمیں علم ہونا چاہئے کہ 15 سو سال میں زیادہ وقت ہم نے دنیا کی حکمرانی کی ہے،ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ صلاح الدین ایوبی ؒ،نورالدین زنگیؒ،محمود غزنویؒ،خیر الدین بیبرسؒ،غزالیؒ ،فارابیؒ،ابن تیمیہؒ،وغیرہ کون تھے ہمیں علم ہونا چاہئے کہ نبوی دور حکومت کیسا تھا ،صحابہؓ و اہلبیتؓ نے کیسے نبی کریم ﷺ سے وفا کی ،کیسے خلفاء راشدین نے پوری دنیا کو نبوی پرچم کے آگے سرنگوں کیا یعنی پوری ہسٹری سے ہمیں واقفیت ہونی چاہیے یہ واقفیت آپ کی مقصدیت میں ایک بہترین معاون ثابت ہوگی ۔ سائنس،صحت ،تعلیم ،امن ،رفاہ عامہ،حکومت سمیت بے شمار شعبوں کی ابتداء اور بے شمار شعبوں کو عروج ثریا پر مسلم سائنسدانوں نے کیسے پہنچایا؟ ❀❀❀

بقیہ اداریہ

نعمتوں سے محروم کر دیا ہے، ہم کوشش کریں کہ اس رمضان میں ہم ہوں اور قرآن ہو، مزا آجائے۔ میرے مسلمان بھائیو! ہمیں چاہیے ہم رمضان سے پہلے رمضان کی تیاری کریں۔ تلاوت ذکر و اذکار کا باقاعدہ نظام الاوقات بنائیں۔کہیں غفلت کی وجہ سے ہم نیکیوں کے اس سنہری موقع سے محروم نہ ہو جائیں۔

نسل نو کو وطن عزیز کے معرض وجود،یں آنے کے مقصد سے آشنا کرنے کے لیے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان 23 مارچ ”یوم پاکستان“ کو ”تحفظ نظریہ پاکستان“ کے عنوان سے منائے گی ۔اسی مناسبت سے ملک بھر میں ”تحفظ نظریہ پاکستان طلبہ سیمینارز“ کا اہتمام کیا جائے گا اور دیگر ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے نوجوانوں کو ”نظریہ پاکستان“ سے روشناس کرایا جائے گا۔

نقیب طلبہ ایک تربیتی نصاب

وسیم الحسن اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

تقریباً عرصہ دس سال سے نقیب طلبہ پڑھنے کا موقع مل رہا ہے،شروع میں تو کوئی خاص سمجھ نہیں تھی کہ یہ کسی آرگنائزیشن کا ترجمان ہے، جب بار بار مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن نظر سے گزرا تو جستجو پیدا ہوئی کہ یہ کونسی آرگنائزیشن ہے؟ تھوڑے ہی عرصے بعد ایم ایس او کے ذمہ داران سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے جماعت کا تعارف کروایا تو مجھے سمجھنے میں مشکل نہیں ہوئی کیونکہ تنظیم کے اغراض ومقاصد،نصب العین اور ملکی سطح پر ایکٹویٹی نظر سے گزرتی رہتی تھیں، کیونکہ ماہنامہ نقیب طلبہ میں باقائدگی سے پڑھتا تھا،نقیب طلبہ مجھے اس لیے بھی پسند تھا کہ اس میں صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات پڑھنے کو ملتے تھے کیونکہ مجھے سٹوریز پڑھنے کا بے حد شوق تھا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا ترجمان ہی نہیں بلکہ طلبہ کی اسلامی،فکری، اورنظریاتی تربیتی نصاب ہے جس کو پڑھ کر ہر سطح کا طالب علم وہ چاہے سکول کالج یا یونیورسٹی لیول کا ہو اپنی اسلامی تاریخی معلومات سے استفادہ کر سکتا ہے۔اللہ رب العزت نقیب طلبہ کی کمیٹی اور جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین